

خطبات
امام حسین علیہ السلام

تالیف
محمد صادق نجمی
ترجمہ
علی مرتضیٰ زیدی

یہ کتاب برقی شکل میں نشر ہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں اس کس فنس طور پر تصحیح اور تنظیم ہوئی ہے

علمائے دین اور عمائدین ملت سے حسین ابن علی کا خطاب

(امام حسین کا معروف خطبہ منیٰ اور اس کی تشریح و توضیح)

تالیف

محمد صادق نجفی

ترجمہ

علی مرتضیٰ زیدی

عرض ناشر

شریعت کی بالا دستی ، دین کو تحریف (deviation) اور بدعتوں سے محفوظ رکھنا، اسلامی معاشرے میں احکام الہی کس ترویج و نفاذ اور معاشرے میں عدل و انصاف کا قیام، ائمہ معصومین کی جد و جہد میں سر فہرست مقام پر رہے ہیں۔ تاریخ ائمہ پر نظر رکھنے والا، اور ائمہ کے اقوال و فرامین کا مطالعہ کرنے والا ہر فرد اس حقیقت سے آشنا ہے۔

امام حسین کا معروف خطبہ ء منی، آنجناب کی زبانی ائمہ کے انہیں مقاصد کا اظہار ہے جنہیں ہم نے مندرجہ بالا سطور میں بیان کیا ہے۔

اس خطبہ میں امام کے براہ راست مخاطب اور سامعین وہ چیدہ چیدہ اصحاب رسول، تابعین اور امت کے سرکردہ افراد تھے جن کا تعلق اس وقت کی مملکت اسلامی کے مختلف گوشوں سے تھا اور جنہیں آپ نے اس اجتماع میں خصوصی طور پر مدعو کیا تھا۔

امام نے شرکائے اجتماع کو اسلامی سیاست میں در آنے والے بگاڑ، اس کے نتیجے میں دین میں پیدا ہونے والی بدعتوں، شریعت کس بے توقیری اور مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و ستم کی جانب متوجہ کیا، اور اس سلسلے میں انہیں ان کی غفلت و کوتاہی سے آگاہ کیا اور انہیں ان کا فریضہ یاد دلایا۔

یوں تو امام کے اس خطبہ کو چودہ سو سال گزر چکے ہیں، لیکن اس کا مطالعہ کرتے

ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ امام ۵۸ھ میں میدان منی میں کھڑے ہوئے آج کے مسلمانوں سے مخاطب ہیں، آپ کسی نگاہوں کے سامنے آج کے اسلامی معاشروں کے سیاسی اور سماجی حالات ہیں اور آپ آج ہی کی زبان میں ، آج ہی کس اصطلاحات کے ذریعے انہیں اسلامی معاشروں کی بتر صورتحال اور اسلام و مسلمین کی موجودہ پستی و انحطاط کے اسباب و وجوہات سے آگاہ کر رہے ہیں، اس سے نجات کی راہیں سمجھا رہے ہیں اور انہیں ان کے فریضے کی ادائیگی پر ابھار رہے ہیں۔ اس خطبہ کی اشاعت کے محرکات میں سے

ایک محرک ہملا یہی احساس ہے امید ہے اسے پڑھنے والے بھی یہی محسوس کریں گے اور دین کی سر بلندی اور امت کو زبوں حالی اور پستی سے نکلنے کے لئے امام کے فرمودات کی روشنی میں اپنے کردار کی ادائیگی کا عزم لے کر اٹھیں گے۔

آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب، اس خطاب کی اسناد، اس کے پس منظر، اس کے ترجمے، اس کے اہم الفاظ کی تشریح اور اس میں پیش نظر رکھے جانے والے نمایاں نکات کی وضاحت پر مشتمل ہے، جسے ایران کے ممتاز عالم دین جناب محمد صادق نجفی نے تالیف کیا ہے۔

ہم جناب حجت الاسلام سید علی مرتضیٰ زیدی کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے اس کتاب کے ترجمے کے لئے وقت نکالا۔ کتاب کے آخری صفحات کی بیشتر گفتگو ایرانی انقلاب اور وہاں کے داخلی حالات کی مناسبت سے تھی لہذا فاضل مترجم نے ان صفحات کی تلخیص کرتے ہوئے امام کے خطبے کے آفاقی پیغام کو اجاگر کیا ہے، اس سلسلے میں بھی ہم ان کے مشکور ہیں۔ ان مومن بھائی کا شکریہ ادا کرنا بھی ہم اپنے اوپر لازم سمجھتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کے سلسلے میں ہم سے تعاون کیا اور دعا گو ہیں کہ بلاہوا انہیں دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے۔ آخر میں قارئین سے درخواست ہے کہ وہ کتاب کے مطالعے کے بعد اپنی بے لاگ آراء اور تبصروں سے گریز نہ فرمائیں۔

سر زمین منی میں امام حسین علیہ السلام کا خطاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أُنشِدُكُمْ اللَّهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ أَحَا رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - حِينَ أَخَى بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَأَخَى بَيْنَهُ وَ بَيْنَ نَفْسِهِ وَ قَالَ : أَنْتَ أَحَى وَ أَنَا أَحْوَكُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ : أُنشِدُكُمْ اللَّهَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - اشْتَرَى مَوْضِعَ مَسْجِدِهِ وَ مَنْزِلِهِ فَأَبْتَنَاهُ ثُمَّ ابْتَنَى فِيهِ عَشْرَةَ مَنْازِلٍ تِسْعَةٌ لَهُ وَ جَعَلَ عَاشِرَهَا فِي وَسْطِهَا لِأَبِي ثُمَّ سَدَّ كُلَّ بَابٍ شَارِعٍ إِلَى الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِهِ فَتَكَلَّمَ فِي ذَلِكَ مَنْ تَكَلَّمَ فَقَالَ : مَا أَنَا سَدَدْتُ أَبْوَابَكُمْ وَ فَتَحْتُ بَابَهُ وَ لَكِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِسَدِّ أَبْوَابِكُمْ وَ فَتْحِ بَابِهِ ثُمَّ هَيَّ النَّاسَ أَنْ يَنَامُوا فِي الْمَسْجِدِ غَيْرِهِ، وَ كَانَ يُجْنِبُ فِي الْمَسْجِدِ وَ مَنْزِلِهِ فِي مَنْزِلِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَوَلَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - وَ لَهُ

فِيهِ أَوْلَادٌ؟ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ

قَالَ : أَفَتَعْلَمُونَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَرَصَ عَلَى كُوَّةِ قَدْرٍ عَيْنِهِ يَدْعُهَا فِي مَنْزِلِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَبَى عَلَيْهِ ثُمَّ حَطَبَ فَقَالَ : إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ مَسْجِدًا طَاهِرًا لَا يُسْكِنُهُ غَيْرِي وَ غَيْرِ أَخِي وَ بَيْنَهُ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ : أُنشِدُكُمْ اللَّهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - نَصَبَهُ يَوْمَ غَدِيرِ حَمٍّ فَنَادَى لَهُ بِالْوِلَايَةِ وَ قَالَ : لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدَ الْغَائِبَ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ

قَالَ : أُنشِدُكُمْ اللَّهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - قَالَ لَهُ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى وَ أَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ : أُنشِدُكُمْ اللَّهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - حِينَ دَعَا النَّصَارَى مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ إِلَى الْمُبَاهَلَةِ لَمْ يَأْتِ إِلَّا بِهِ وَ بِصَاحِبَتِهِ وَ ابْنَيْهِ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ

قَالَ : أُنشِدُكُمْ اللَّهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ دَفَعَ إِلَيْهِ اللِّوَاءَ يَوْمَ حَيْبَرَ ثُمَّ قَالَ : لِأَدْفَعَهُ إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ كَرَارٌ غَيْرِ فَرَارٍ يَفْتَحُهَا اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ

قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ بَعَثَهُ بِبِرَائَةٍ وَ قَالَ : لَا يَبْلُغُ عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ رَجُلٌ مِنِّي قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - لَمْ تَنْزِلْ بِهِ شِدَّةٌ قَطُّ إِلَّا قَدَّمَهُ هَا ثِقَةً بِهِ وَ أَنَّهُ لَمْ يَدْعُهُ بِاسْمِهِ قَطُّ إِلَّا يَقُولُ يَا أَخِي وَ ادْعُوا لِي أَخِي قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ

قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَضَى بَيْنَهُ وَ بَيْنَ جَعْفَرٍ وَ زَيْدٍ فَقَالَ : يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي وَ أَنَا مِنْكَ وَ أَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ

قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - كُلَّ يَوْمٍ حَلْوَةٌ وَ كُلَّ لَيْلَةٍ دَخْلَةٌ إِذَا سَأَلَهُ
أَعْطَاهُ وَ إِذَا سَكَتَ أَبْدَاهُ فَأَلْوَا : اللَّهُمَّ نَعَمْ

قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَضَّلَهُ عَلَى جَعْفَرٍ وَ حَمْزَةَ حِينَ قَالَ : لِطَاطِمَةَ - عَلَيْهَا
السَّلَامُ - زَوْجَتِكَ حَيْرَ أَهْلِ بَيْتِي أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا وَ أَعْظَمَهُمْ حِلْمًا وَ أَكْثَرَهُمْ عِلْمًا فَأَلْوَا : اللَّهُمَّ نَعَمْ

قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - قَالَ : أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ بَنِي آدَمَ وَ أَخِي عَلَى سَيِّدِ الْعَرَبِ وَ
فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَلْوَا : اللَّهُمَّ نَعَمْ

قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - أَمَرَهُ بِغُسْلِهِ وَ أَحْبَبَهُ أَنْ جَبْرَيْئِلَ يُعِينُهُ عَلَيْهِ فَأَلْوَا : اللَّهُمَّ
نَعَمْ قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - قَالَ فِي آخِرِ حُطْبَةِ حَطْبِهَا إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ التِّقْلَيْنِ

كِتَابِ اللَّهِ وَ أَهْلِ بَيْتِي فَتَمَسَّكُوا بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا فَأَلْوَا : اللَّهُمَّ نَعَمْ

ثُمَّ نَاشَدَهُمْ أَنَّهُمْ قَدْ سَمِعُوهُ يَقُولُ مَنْ رَعِمَ أَنَّهُ يُجِبُّنِي وَ يُبْغِضُ عَلَيَّ فَقَدْ كَذَبَ لَيْسَ يُجِبُّنِي وَ يُبْغِضُ عَلَيَّ فَقَالَ لَهُ
قَاتِلْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ كَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَ : لِإِنَّهُ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُ مَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَ مَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللَّهُ وَ
مَنْ أَبْغَضَهُ فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَ مَنْ أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللَّهُ فَأَلْوَا : اللَّهُمَّ نَعَمْ قَدْ سَمِعْنَا ...

إِعْتَبِرُوا أَيُّهَا النَّاسُ بِمَا وَعَظَ اللَّهُ بِهِ أَوْلِيَائِهِ مِنْ سُوءِ ثَنَائِهِ عَلَى الْآخِبَارِ إِذْ يَقُولُ : لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبِّ بِأَيْتُونِ وَ الْآخِبَارِ
عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَ قَالَ : لِعَنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ - إِلَى قَوْلِهِ - لَيْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ وَ إِنَّمَا غَابَ اللَّهُ ذَلِكَ
عَلَيْهِمْ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَرَوْنَ مِنَ الظُّلْمَةِ الَّذِينَ بَيْنَ أَظْهَرِهِمُ الْمُنْكَرَ وَ الْفَسَادَ فَلَا يَنْهَوْنَهُمْ عَنْ ذَلِكَ رَغْبَةً فِيمَا كَانُوا
يَنَالُونَ مِنْهُمْ وَ رَهْبَةً بِمَا يَحْدَرُونَ وَ اللَّهُ يَقُولُ : فَلَا تَخْشَوْا النَّاسَ وَ أَحْشَوْنِي وَ قَالَ : الْمُؤْمِنُونَ وَ الْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ
أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَبَدَأَ اللَّهُ بِالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ فَرِيضَةٌ مِنْهُ لِعَلِمِهِ
بِأَنَّهَا إِذَا أُدِيَتْ وَ أَقِيمَتْ اسْتَقَامَتِ الْفَرَائِضُ كُلُّهَا هَيَّئِهَا وَ صَعْبُهَا وَ ذَلِكَ أَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ
دُعَاءٌ إِلَى الْإِسْلَامِ مَعَ رَدِّ الْمَظَالِمِ وَ مُخَالَفَةِ الظُّلْمِ وَ قِسْمَةِ الْقِيَّءِ وَ الْعُنَائِمِ وَ أَحْذِ الصَّدَقَاتِ مِنْ مَوَاضِعِهَا وَ وَضِعِهَا
فِي حَقِّهَا

ثُمَّ أَنْتُمْ أَيُّهَا الْعِصَابَةُ عِصَابَةٌ بِالْعِلْمِ مَشْهُورَةٌ وَ بِالْخَيْرِ مَذْكُورَةٌ وَ بِالنَّصِيحَةِ مَعْرُوفَةٌ وَ بِاللَّهِ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ مَهَابَةٌ
يَهَابُكُمْ الشَّرِيفُ وَ يُكْرِمُكُمْ الضَّعِيفُ وَ يُؤْتِيكُمْ مَنْ لَا فَضْلَ لَكُمْ عَلَيْهِ وَ لَا يَدَ لَكُمْ عِنْدَهُ تُشْفَعُونَ فِي الْخَوَائِجِ إِذَا
امْتَسَعَتْ مِنْ طُلَاحِمِهَا وَ تَمَشُونَ فِي الطَّرِيقِ بِهَيْبَةِ الْمُلُوكِ وَ كِرَامَةِ الْأَكَابِرِ ، أَلَيْسَ كُلُّ ذَلِكَ إِنَّمَا نَلْتُمُوهُ بِمَا يُرْجَى عِنْدَكُمْ
مِنَ الْقِيَامِ بِحَقِّ اللَّهِ وَ إِنْ كُنْتُمْ عَنْ أَكْثَرِ حَقِّهِ تُفَصِّرُونَ فَاسْتَحْفَفْتُمْ بِحَقِّ الْآيَةِ فَأَمَّا حَقُّ الضَّعْفَاءِ فَضَيِّعْتُمْ وَ أَمَّا حَقُّكُمْ
بِرَعْمِكُمْ فَطَلَبْتُمْ فَلَا مَالَ بَدَلْتُمُوهُ وَ لَا نَفْسًا حَاطَرْتُمْ بِهَا لِلَّذِي خَلَقَهَا وَ لَا عَشِيرَةً عَادِيْتُمُوهَا فِي ذَاتِ اللَّهِ

أَنْتُمْ تَتَمَنَّوْنَ عَلَى اللَّهِ جَنَّتَهُ وَ مُجَاوَرَةَ رُسُلِهِ وَ أَمَانًا مِنْ عَذَابِهِ لَقَدْ حَشِيْتُمْ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا الْمُتَمَنَّوْنَ عَلَى اللَّهِ أَنْ تَحِلَّ
بِكُمْ نِقْمَةٌ مِنْ نِقْمَاتِهِ لِأَنَّكُمْ بَلَّغْتُمْ مِنْ كِرَامَةِ اللَّهِ مَنْزِلَةً فَضَلَّيْتُمْ بِهَا وَ مَنْ يُعْرِفُ بِاللَّهِ لَا تُكْرِمُونَ وَ أَنْتُمْ بِاللَّهِ فِي عِبَادِهِ

تُكْرَمُونَ وَ قَدْ تَرَوْنَ عَهْدَ اللَّهِ مَفْذُوزَةً فَلَا تُفْرَعُونَ وَ أَنْتُمْ لِبَعْضِ ذِمِّ آبَائِكُمْ تَفْرَعُونَ وَ ذِمَّةُ رَسُولِ اللَّهِ حَفُورَةٌ حَفُورَةٌ وَ الْعَمَى وَ الْبُكْمُ وَ الرَّمَى فِي الْمَدَائِنِ مُهْمَلَةٌ لَا تُرْحَمُونَ وَ لَا فِي مَنَزِلَتِكُمْ تَعْمَلُونَ وَ لَا مِنْ عَمَلٍ فِيهَا تُعِينُونَ وَ بِالْإِدْهَانِ وَ الْمُصَانَعَةِ عِنْدَ الظَّلْمَةِ تَامُنُونَ كُلُّ ذَلِكَ بِمَا أَمَرَكُمُ اللَّهُ بِهِ مِنَ النَّهْيِ وَ التَّنَاهِي وَ أَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ وَ أَنْتُمْ أَعْظَمُ النَّاسِ مُصِيبَةً لِمَا عُثِبْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ مَنَازِلِ الْعُلَمَاءِ لَوْ كُنْتُمْ تَشْعُرُونَ ذَلِكَ بِأَنَّ مَجَارِيَ الْأُمُورِ وَ الْأَحْكَامِ عَلَى أَيْدِي الْعُلَمَاءِ بِاللَّهِ الْأَمْنَاءِ عَلَى حَالِهِ وَ حَرَامِهِ فَانْتُمْ الْمَسْلُوبُونَ تِلْكَ الْمَنْزِلَةَ وَ مَا سَلِبْتُمْ ذَلِكَ إِلَّا بِتَفْرِقِكُمْ عَنِ الْحَقِّ وَ اخْتِلَافِكُمْ فِي السُّنَّةِ بَعْدَ الْبَيِّنَةِ الْوَاضِحَةِ وَ لَوْ صَبَرْتُمْ عَلَى الْأَذَى وَ تَحَمَّلْتُمْ الْمَوْؤُونَةَ فِي ذَاتِ اللَّهِ كَانَتْ أُمُورُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ تَرْدٌ وَ عَنْكُمْ تَصُدُّرٌ وَ إِلَيْكُمْ تَرْجِعُ وَ لَكِنَّكُمْ مَكَّنْتُمْ الظَّلْمَةَ مِنْ مَنَزِلَتِكُمْ وَ اسْتَسَلَّمْتُمْ أُمُورَ اللَّهِ فِي أَيْدِيهِمْ يَعْمَلُونَ بِالشُّبُهَاتِ وَ يَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ سَلَطَهُمْ عَلَى ذَلِكَ فِرَاقِكُمْ مِنَ الْمَوْتِ وَ إِعْجَابِكُمْ بِالْحَيَاتِ الَّتِي هِيَ مُفَارِقَتُكُمْ فَاسَلَّمْتُمْ الضُّعْفَاءَ فِي أَيْدِيهِمْ فَمِنْ بَيْنِ مُسْتَعْبِدٍ مَقْهُورٍ وَ بَيْنِ مُسْتَضْعَفٍ عَلَى مَعِيشَتِهِ مَغْلُوبٍ يَتَقَلَّبُونَ فِي الْمُلْكِ بَارَائِهِمْ وَ يَسْتَشْعِرُونَ الْحِزْبَ بِأَهْوَائِهِمْ إِقْتِدَاءً بِالْأَشْرَارِ وَ جُرْأَةً عَلَى الْجَبَّارِ فِي كُلِّ بَلَدٍ مِنْهُمْ عَلَى مَنْبَرِهِ حَطِيبٌ مِصْنَعٌ قَالِأَرْضُ لَهُمْ شَاغِرَةٌ وَ أَيْدِيهِمْ فِيهَا مَبْسُوطَةٌ وَ النَّاسُ لَهُمْ حَوْلٌ لَا يَدْفَعُونَ يَدَ لَامِسٍ فَمِنْ بَيْنِ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَ ذِي سَطْوَةٍ عَلَى الضُّعْفَةِ شَدِيدٍ مُطَاعٍ لَا يَعْرِفُ الْمُبْدِءَ الْمَعِيدَ فَيَا عَجَباً وَ مَالِي لَأَعْجَبُ وَ الْأَرْضُ مِنْ غَاشٍ غَشُومٍ وَ مُتَصَدِّقِ ظُلُومٍ وَ عَامِلِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ بِهَيْمٍ غَيْرِ رَحِيمٍ، فَاللَّهُ الْحَاكِمُ فِيهَا تَنَارَعْنَا وَ الْقَاضِي بِحُكْمِهِ فِيهَا شَجَرَ بَيْنَنَا أَلَلَّهُمْ إِنَّكَ تَعَلَّمُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَا كَانَ مَتَا تَنَافَسًا فِي سُلْطَانٍ وَ لَالْتِمَاسًا مِنْ فُضُولِ الحُطَامِ وَ لَكِنْ لِنُورِ الْمَعَالِمِ مِنْ دِينِكَ وَ نُظْهِرَ الْأَصْلَاحَ فِي بِلَادِكَ وَ يَأْمَنَ الْمَظْلُومُونَ مِنْ عِبَادِكَ وَ يُعْمَلُ بِفَرَائِضِكَ وَ سُنَنِكَ وَ أَحْكَامِكَ فَإِنَّكُمْ إِنْ لَا تَنْصُرُونَا وَ تَنْصِفُونَا قَوِي الظَّلْمَةُ عَلَيْكُمْ وَ عَمِلُوا فِي إِطْفَاءِ نُورِ نَبِيِّكُمْ وَ حَسْبُنَا اللَّهُ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا وَ إِلَيْهِ أُنَبْنَا وَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ

کتب حدیث میں اس خطبے کا مضمون اور اس کے نقل کی کیفیت

امام حسین علیہ السلام کے خطبات میں سے ایک انتہائی اہم ، ولولہ انگیز اور تاریخی خطبہ وہ ہے جو آپ نے سن ۵۸ ہجری میں، معاویہ کی موت سے دو سال قبل ایسے حالات میں ارشاد فرمایا جب اموی حکومت نے امت اسلامی کو شدید ترین ظلم و ستم اور خوف و ہراس سے دوچار کیا ہوا تھا۔ اگرچہ اس خطبے کے متعدد پہلو ہیں اور اس میں مختلف موضوعات ذکر ہوئے ہیں لیکن مجموعی طور پر یہ خطبہ تین علیحدہ علیحدہ حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلا حصہ : امیر المومنین اور خاندان اہل بیت کے فضائل پر مشتمل ہے۔

دوسرا حصہ : امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت اور اس عظیم اسلامی ذمہ داری کی اہمیت کے ذکر پر مشتمل ہے۔

تیسرا حصہ : علما کی ذمہ داری اور ان پر مفسدوں اور ظالموں کے خلاف جد و جہد کا واجب ہونا، ظالموں کے سامنے علما کس خاموشی کے نقصانات اور اس بڑی ذمہ داری کی انجام دہی کے سلسلے میں سستی کے نقصان دہ اور خطرناک اثرات کے جائزے پر مشتمل ہے۔

پہلا حصہ کتاب ((سلیم بن قیس ہلالی))⁽¹⁾ میں اور دوسرا اور تیسرا حصہ احادیث کی

دوسری کتابوں میں درج ہوا ہے۔ اس خطبے کے تین علیحدہ حصوں پر مشتمل ہونے کی مناسبت سے مختلف مورخین، محققین، علمائے اور محققین نے اپنی اپنی کتب میں خطبے کے اسی حصے کو درج کرنے پر اکتفا کیا ہے جو ان کی بحث سے تعلق رکھتا تھا اور باقی حصوں کو نقل کرنے سے گریز کیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے اس خطبے کا فقط ایک جملہ نقل کیا ہے⁽²⁾ اور کبھی اس خطبے کے مجموعی مضمون کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

اسی طرح خطبے کے مختلف حصوں کو نقل کرتے ہوئے علمائے کرام نے بعض اوقات خطبہ ارشاد فرمانے کے مقام اور زمانے کی نشاندہی کی ہے اور کبھی محدثین کے معمول کے

مطابق صرف متن تحریر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ مثال کے طور پر :

۱۔ سلیم بن قیس ہلالی ابن صادق عامری کوئی تابعی امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے لے کر امام محمد باقر علیہ السلام تک پہنچنے سے مستفیض ہوئے اور امام سجاد علیہ السلام کے دور امامت میں تقریباً ۹۰ ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔ وفات کے زمانے میں وہ حجاج بن یوسف کے خوف سے روپوشی کی زندگی گزار رہے تھے۔ ان کی کتاب جسے اصل ((سلیم بن قیس)) بھی کہا گیا ہے ان ابن سرائی کتب میں سے ہے جو شیعوں نے تالیف کیں اور یہ کتاب شیعہ اور سنی علما میں معروف اور مشہور ہے۔

ابن ندیم (وفات ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں : کتاب سلیم بن قیس شیعوں کی ابتدائی ترین کتب میں سے ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے عالم ابو عبد اللہ نعمانی جو (کافی کے مصنف) مرحوم کلینی کے شاگردوں میں سے ہیں اور کتاب ((غیبت نعمانی)) کے مصنف ہیں، فرماتے ہیں : شیعہ احادیث کے تمام راوی اور علما متفق ہیں کہ کتاب سلیم بن قیس بہترین اور قدیم ترین اصول میں سے ہے۔ کیونکہ جو کچھ اس کتاب میں ذکر ہوا ہے، وہ یا تو براہ راست امیر المؤمنین سے سنا گیا ہے یا سلمان، اسود، مقدر اور ان جیسے افراد سے جنہوں نے رسول اللہ اور امیر المؤمنین سے احادیث سنی ہیں۔ (کتاب سلیم بن قیس کے بارے میں مزید معلومات کے لئے رجوع کریں

۲۔ جیسا کہ شیخ انصاری نے کتاب ((مکاسب)) اور مرحوم کمپانی نے ((حاشیہ مکاسب)) میں ولایت فقیہ کی بحث میں ایک ایک جملہ نقل کیا ہے۔

۳۔ مرحوم طبرسی (وفات ۵۸۸ھ) نے خطبہ دیئے جانے کے اسباب کو بیان کرتے ہوئے (جو حکومت معاویہ کا حد سے بڑھا ہوا ظلم و ستم تھا) چند سطور میں محض اسکا خلاصہ تحریر کیا ہے اور وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ خطبہ معاویہ کی موت سے دو سال قبل سر زمین منی میں اس زمانے کے ایک ہزار سے زائد مذہبی عمائدین کے رو برو دیا گیا۔⁽³⁾

۴۔ علامہ مجلسی، فیض کاشانی اور آیت اللہ شہیدی تبریزی نے بھی (اس خطبے کے) آخری دو حصوں کو ((تحف العقول)) سے نقل کیا ہے لیکن پہلے حصے یا خطبہ دیئے جانے کے مقام اور اس کی تاریخ کی جانب کوئی اشارہ نہیں کیا۔⁽⁴⁾

۵۔ مرحوم علامہ امینی نے ((الغدیر)) میں پہلے حصے کے چند جملات درج کیے ہیں جن میں امیرالمومنین علیہ السلام کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔⁽⁵⁾

۶۔ لہران کے اسلامی انقلاب کے بانی آیت اللہ العظمیٰ سید روح اللہ خمینی رضوان اللہ تعالیٰ

علیہ نے ولایت فقیہ کی بحث کی مناسبت سے اور علمائے دین کی ذمہ داریوں کو بیان کرتے ہوئے اس خطبے کے آخری دو حصے تحف العقول سے نقل کیے ہیں⁽⁶⁾ لیکن ((تحف العقول)) کے مصنف اور اسی طرح مرحوم فیض کاشانی اور علامہ مجلسی کے برخلاف آپ نے واضح طور پر لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے یہ خطبہ (دوسرا اور تیسرا حصہ) منی میں ارشاد فرمایا۔

اس تمہید کا مقصد اس نکتے کی وضاحت ہے کہ اگرچہ علماء، محققین اور محدثین نے اس خطبے کو مختلف اور متعدد حصوں کی صورت میں نقل کیا ہے لیکن مجموعی طور پر یہ ایک ہی خطبہ ہے اور یہ وہی خطبہ ہے جسے حسین ابن علی نے منی میں ایک خاص حالت میں، جسے آپ ملاحظہ فرمائیں گے ارشاد فرمایا ہے۔ اس خطبے کی اہمیت کے پیش نظر اور یہ دیکھتے ہوئے کہ تاریخ اور حدیث کس کتنے ابواب میں اس خطبے کے تمام حصے یکجا درج نہیں کئے گئے، ہم نے یہاں مکمل خطبہ نقل کیا ہے۔

اس خطبہ کا محرک (Motive)

اس خطبے کے مضامین کی اہمیت ، اس زمانے کے حالات کی نزاکت اور اس زمانہ و مکان کی خاص کیفیت جسے امام علیہ السلام نے اس خطبہ کے لئے منتخب کیا ، سلیم بن قیس کے لئے اس بات کا سبب بنے کہ وہ خطبے کا اصل متن نقل کرنے سے پہلے اسلامی معاشرے کے ان حالات کا ذکر کریں جو معاویہ کے ۲۵ سالہ دور حکومت میں وجود میں آئے تھے (7)۔ اور اس ظلم و ستم کو بیان کریں جو بالعموم تمام مسلمانوں پر اور خاص کر عراق اور کوفہ کے مسلمانوں پر روا رکھا جاتا تھا۔ سلیم بن قیس نے تاریخی تعلق کو محفوظ رکھنے اور اس خطبے کے اسباب کی تشریح کی غرض سے اس دور کی پوری تاریخ نہیں بلکہ اس کے صرف ایک گوشے سے پردہ اٹھایا ہے اور اہل بیت اور ان کے ماننے والوں کی حق کشی اور ان پر ہونے والے کچھ مظالم کی ایک جھلک پیش کی ہے۔ آئندہ سطور میں اس خطبہ کے زمانے کے حالات اور اس کے پہلے حصے کا اصلی متن پیش خدمت ہے۔

پہلا حکم نامہ

سلیم بن قیس کہتے ہیں : معاویہ نے اپنے تمام کلندوں اور والیوں کے نام ایک حکم نامہ جاری کیا، جس میں تحریر تھا کہ:- جو کوئی بھی لوتراب یا ان کے خاندان کی کوئی فضیلت بیان کرے ، میں اس سے بری الذمہ ہوں اور وہ میری امان اور حملت سے محروم ہو جائے گا (کنا یہ ہے کہ اسے فوراً قتل کر دیا جائے گا)۔

اس حکم نامے کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ مملکت اسلامی کے تمام علاقوں میں خطباء اور مقررین نے ممبروں پر سے امیرالمومنین علی علیہ السلام پر (نعوذ باللہ تعالیٰ) لعن طعن کا سلسلہ شروع کر دیا اور ان سے بیزاری کا اعلان کیا جانے لگا۔ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے خاندان پر تہمتیں باندھنا شروع کر دی گئیں اور ان سے ناروا باتیں منسوب کی جانے لگیں۔ اس کشمکش کے دوران اہل کوفہ سب سے زیادہ مصیبت کا شکار اور بے بس تھے کیونکہ کوفہ میں شیعین علی دوسرے علاقوں سے زیادہ تعداد میں بستے تھے لہذا معاویہ کا دباؤ سب سے زیادہ یہیں پر تھا۔ اسی لئے اس نے کوفہ کی حکومت زیادہ بن سمیہ کے سپرد کی اور بصرہ کو بھی اسی کی عملداری میں دے دیا۔ معاویہ کی اس غیر معمولی محبت اور عنایت کا زیادہ بھرپور جواب دیا۔ وہ ہر کونے کھدے سے ، جس طرح سے بھس ممکن تھا۔ امیرالمومنین کے چاہنے والوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مار ڈالتا۔

شیعیان علی پر خوف و ہراس کی فضا طاری ہو گئی۔ ان پر وہ مظالم ڈھائے جانے لگے، جن کی مثال تاریخ میں شاید ہی مل سکے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاتے، آنکھیں نکال دی جاتیں۔ ان مظالم کے نتیجے میں امیرالمومنین کے چاہنے والے عراق سے کوچ کر کے دور افتادہ مقامات پر پناہ لینے اور اپنا عقیدہ لوگوں سے چھپا کر رکھنے پر مجبور ہو گئے۔ مختصر یہ کہ مشہور و معروف شیعوں میں سے کوئی بھی کوفہ میں باقی نہیں رہا۔

سلیم بن قیس مزید لکھتے ہیں: معاویہ نے اپنے گورنروں کو حکم دیا کہ شیعیان علی اور خاندان علی میں سے کسی شخص کی گواہی قبول نہ کریں اور اس بات پر خاص توجہ دیں کہ اگر ان کے علاقے میں خلیفہ ء ثالث کے طرفدار، یا ان کے خاندان والے، یا ایسے افراد موجود ہوں جو ان کے فضائل اور کلمات بیان کرتے ہوں، تو سرکاری محفلوں میں ان کا خاص احترام کیا جائے اور ان کی تعظیم و اکرام میں کوئی کسر نہ چھوڑی جائے اور جو کچھ بھی خلیفہ ء ثالث کے فضائل میں بیان کیا جائے، اسے بیان کرنے والے کی تمام تر نقصیات کے ساتھ مجھے لکھ بھیجا جائے۔

گورنروں نے اس حکم کی پوری پوری تعمیل کی اور جو کوئی بھی ایک بھی جملہ خلیفہ ء ثالث کے بارے میں نقل کرتا، اسکی رپورٹ بنائی جاتی اور اس کے لئے خاص انعام و اکرام مقرر کر دیا جاتا۔ یوں خلیفہ ء ثالث کے بارے میں منقولات کی تعداد بڑھتی چلی گئی کیونکہ۔ اس قسم کی باتیں کرنے والے حکومت کی طرف سے خاص انعام و اکرام کے مستحق قرار پاتے تھے۔

معاویہ کی نوازشات اور حکام کی قدر دانی کے نتیجے میں خلافت اسلامی کے تمام گوشہ و کنار میں حدیث گھڑنا معمول بن گیا۔ کوئی بھی نواسیدہ اور دھتکارا ہوا شخص، معاویہ کے کسی گورنر یا حاکم کے پاس جا کر خلیفہ ء ثالث کے بارے میں کوئی حدیث یا ان کس کوئی فضیلت بیان کر دیتا، تو اسے بلا چوں و چرا قبول کر لیا جاتا اور عطیات کے رجسٹر میں ایسے شخص کا نام درج کر لیا جاتا اور دوسروں کے لئے اس کی سفارش کبھی نہیں ٹالی جاتی۔

دوسرا حکم نامہ

سلیم بن قیس اپنے بیان میں مزید فرماتے ہیں: جب کچھ مدت بعد خلیفہ ء ثالث کے بارے میں بہت زیادہ احادیث ہو گئیں تو معاویہ نے اپنے حکام کو یوں لکھا: حضرت عثمان کے بارے میں احادیث اب بہت زیادہ ہو گئی ہیں اور کافی حد تک مملکت اسلامی کے ہر کونے میں پہنچ گئی ہیں لہذا اس حکم نامے کے پہنچنے ہی لوگوں کو ترغیب دلاؤ کہ اصحاب اور پہلے دو خلفاء کے بارے میں احادیث

بیان کریں اور جو بھی کوئی حدیث یا فضیلت اوتراہ کے لئے منقول ہے اسی کی جیسی دوسرے اصحاب کے بارے میں نقل کریں۔ تمہارا یہ عمل میرے لئے پسندیدہ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہو گا اور اوتراہ اور ان کے حامیوں کو کچل دینے کا موجب ہو گا۔

یہ خط اجتماعات میں پڑھ کر سنایا گیا اور اس کا مضمون عوام الناس کے درمیان نشر کر دیا گیا۔ فوری طور پر اصحاب کس فضیلت اور منقبت میں لاتعداد احادیث بیان کی جانے لگیں، جو سب کی سب جعلی اور گھڑی ہوئی تھیں، لوگ ان احادیث کو بیان کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، یہاں تک کہ یہی جعلی احادیث ممبروں پر سے اور نمازوں کے خطبوں میں پڑھی جاتی تھیں اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا تھا کہ یہی احادیث وہ اپنے بچوں کو بھی یاد کرائیں۔ اور یوں بچوں اور نوجوانوں کو بھی یہی احادیث سکھائی گئیں اور وہ انہیں آپس میں قرآن کی طرح حفظ کرتے تھے، یہاں تک کہ عورتوں، بچیوں اور ملازموں تک کو یہ فضائل سکھادیئے گئے اور یہ سلسلہ بہت دراز تک جاری رہا۔

تیسرا اور چوتھا حکم نامہ

سلیم بن قیس مزید کہتے ہیں: معاویہ اور اس کے کارندوں کا یہ طریقہ ء کار اسی طرح جاری رہا، یہاں تک کہ کچھ عرصے کے بعد معاویہ نے اپنے حاکموں اور کارندوں کے لئے تیسرا حکم نامہ ارسال کیا، جس کا مضمون کچھ یوں تھا: پوری کوشش کرو کہ جس کسی پر بھی علی اور آل علی کی دوستی کا الزام ہو اور اس الزام پر کوئی معمولی سی بھی دلیل مل جائے تو اس شخص کا نام وظیفہ وانعام لینے والوں کی فہرست میں سے خارج کر دو، اور بیت المال میں سے اسے حصہ دینا بھی بند کر دو۔

اس حکم نامے کے فوراً بعد ایک اور حکم نامہ صادر کیا گیا، جس کا مضمون یہ تھا کہ: جس شخص پر علی کے خاندان کے ساتھ محبت کا الزام ہو، اس کے ساتھ شدید سختی کرو اور اس کا گھر اسی پر گرا دو تا کہ دوسرے اس سے عبرت حاصل کریں۔

سلیم بن قیس کہتے ہیں کہ اہل عراق خاص کر اہل کوفہ نے اس سے بڑی مصیبت نہ دیکھی تھی۔ کیونکہ اس حکم کے بعد گورنروں اور حاکموں کی سختیوں کے نتیجے میں شیعوں پر غیر معمولی خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات جب شیعان علس سے تعلق رکھنے والے افراد ایک دوسرے کے گھر جاتے تھے تو صاحب خانہ اپنے غلاموں اور ملازموں کے خوف سے اپنے مہمان سے کوئی بات کرنے پر تیار نہ ہوتا تھا، مگر یہ کہ پہلے ان ملازموں سے عہد و پیمانہ لیتے تھے کہ ان کا راز فاش نہیں کریں گے۔

اس طرح علی اور خاندان علی کی مذمت میں جعلی احادیث وجود میں آئیں اور محدثین، قاضی اور حکام انہی جعلی احادیث کس پیروی کرتے تھے۔ اس سلسلے میں بدترین لوگ وہ ریاکار اور منافق محدث (راوی) تھے جو بظاہر صاحب ایمان اور عبادت گزار تھے لیکن جہاں وہ مقام اور دنیاوی مال و منال حاصل کرنے کے لئے جعلی احادیث گھڑتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ جعلی اور مسن گھڑت جھوٹی احادیث ان دندار اور پرہیزگار افراد تک بھی پہنچیں جو خود تو جھوٹ اور الزام سے بچنا چاہتے تھے لیکن اپنے حسن ظن اور سادہ لوحی کے نتیجے میں ان جعلی روایات کو قبول کر لیتے تھے اور انہیں دوسروں کے سامنے نقل کرتے تھے، جبکہ اگر وہ ان کے جعلی ہونے سے واقف ہوتے تو ہرگز انہیں نقل نہ کرتے۔⁽⁸⁾

سلیم بن قیس مزید فرماتے ہیں (معاویہ کے آنے کے بعد سے) یہ ظلم و ستم اسی طرح جاری و ساری رہا لیکن امام حسن کس شہادت کے بعد⁽⁹⁾ ان مصیبتوں اور مشکلات میں مزید سختی آگئی اور محبان اہل بیت مستقل خوف و ہراس اور شدید دہشت میں زندگی بسر کرنے لگے۔ کیونکہ یا تو وہ قتل کر دیئے جاتے تھے یا زہر زمین اور اپنا گھر با ترک کر کے دور افتادہ مقامات پر زندگی گزارتے تھے۔ جبکہ ان کے مقابلے میں دشمنان اہل بیت خود کو ہر لحاظ سے برتر اور ظلم و ستم اور بدعتوں کے رواج میں آزاد پاتے تھے۔

کن حالات میں یہ خطبہ دیا گیا

سلیم کہتے ہیں: ان حالات میں معاویہ کی موت سے دو سال پہلے⁽¹⁰⁾ امام حسین نے حج کاراہ کیا اور عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن جعفر کو اپنے ہمسفر کے طور پر منتخب کیا۔ مکہ مکرمہ میں بنی ہاشم کے مردوں اور عورتوں اور انصار کے ان افراد کو جنہیں خود امام حسین یا بنی ہاشم پہچانتے تھے دعوت دی گئی اور ان افراد کو یہ ذمے داری سونپی گئی کہ وہ صحابہ کرام اور تابعین میں سے صالح اور ذمہ دار افراد کو منی میں منعقد ہونے والے اس جلسے کی دعوت دیں۔

اور جب یہ افراد، جن کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی⁽¹¹⁾ منی میں امام حسین علیہ السلام کے حصے میں جمع ہو گئے تو امام نے خطبے کا آغاز کیا اور خداوند متعال کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: آپ لوگ اس ظلم و ستم سے بخوبی آگاہ ہیں اور اسکا خود مشاہدہ کر رہے ہیں جو اس ظالم و جاہر حکومت نے ہم پر اور ہمارے شیعوں پر روا رکھا ہوا ہے۔ میں یہاں (اپنے والد کے بارے میں) کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، اگر یہ باتیں صحیح ہوں تو آپ میری تصدیق کیجئے گا اور اگر غلط ہوں تو قبول نہ کیجئے گا۔ میری باتیں سنئے، انہیں لکھ لیجئے

اور جو کچھ عرض کروں اسے ذہنوں میں محفوظ کر لیجئے گا اور جب اپنے اپنے علاقوں کو واپس جائیں تو جو کچھ سنا ہے اسے اپنی قوم و قبیلے کے معتبر افراد اور اپنے قابل اعتماد دوستوں اور جاننے والوں تک پہنچائیے گا۔ کیونکہ مجھے خوف لاحق ہے کہ کہیں یہ حقائق چھپ نہ جائیں اور مذہب حق مٹ نہ جائے واللہ ممت نوره و لوکرہ الکافرون (اور اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے، چاہے یہ بات کفار کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ سورہ صف ۶۱ - آیت ۸)

سلیم کہتے ہیں کہ امام نے اپنی گفتگو ختم کرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر خدا کی قسم کھا کر تاکید کی کہ اپنے اپنے علاقوں میں واپسی پر اپنے قابل اعتماد افراد تک میری یہ گفتگو پہنچائیے گا۔ پھر آپ ممبر سے نیچے تشریف لے آئے اور حاضرین بزم امام سے اس پیغام کو پہنچانے کا وعدہ کر کے متفرق ہو گئے۔

خطبے کے پہلے حصے کا متن

(امیر المومنین کے فضائل کا بیان)

اس کے بعد سلیم بن قیس نے امام علیہ السلام کے خطبے کا پہلا حصہ جو امیر المومنین اور اہل بیت علیہم السلام کے فضائل پر مشتمل ہے یوں نقل کیا ہے :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أُنشِدُكُمْ اللّٰهَ اَتَعَلَّمُونَ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ كَانَ اَخَا رَسُوْلِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - حِيْنَ اَخَى بَيْنَ اَصْحَابِهِ فَآخَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ وَ قَال : اَنْتَ اَخِي وَ اَنَا اُحْوَكُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَال : اُنشِدُكُمْ اللّٰهَ هَلْ تَعَلَّمُونَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - اِسْتَرَى مَوْضِعَ مَسْجِدِهِ وَ مَنَازِلِهِ فَابْتَنَاهُ ثُمَّ ابْتَنَى فِيْهِ عَشْرَةَ مَنَازِلَ تِسْعَةٌ لَّهُ وَ جَعَلَ عَاشِرَهَا فِي وَسْطِهَا لِاَبِي ثُمَّ سَدَّ كُلَّ بَابٍ شَارِعٍ اِلَى الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِهِ فَتَكَلَّمَ فِي ذٰلِكَ مَنْ تَكَلَّمَ فَقَالَ : مَا اَنَا سَدَدْتُ اَبْوَابَكُمْ وَ فَتَحْتُ بَابَهُ وَ لَكِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ بِسَدِّ اَبْوَابِكُمْ وَ فَتَحَ بَابِهِ ثُمَّ هَمَى النَّاسَ اَنْ يَنَامُوْا فِي الْمَسْجِدِ غَيْرُهُ، وَ كَانَ

يُجْنِبُ فِي الْمَسْجِدِ وَ مَنْزِلُهُ فِي مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَوَلَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - وَ لَهُ

فِيْهِ اَوْلَادٌ ؟ قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ

قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَرَصَ عَلَى كُوَّةِ قَدْرٍ عَيْنِهِ يَدْعُهَا فِي مَنْزِلِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَبَى عَلَيْهِ ثُمَّ
 حَطَبَ فَقَالَ : إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أُنَبِّئَ مَسْجِدًا طَاهِرًا لَا يُسْكِنُهُ غَيْرِي وَغَيْرِ أَخِي وَبَيْنَهُ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 قَالَ : أُنَشِدْكُمْ اللَّهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - نَصَبَهُ يَوْمَ غَدِيرِ حِمِّ فَنَادَى لَهُ بِالْوَلَايَةِ وَ قَالَ
 : لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدَ الْغَائِبَ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 قَالَ : أُنَشِدْكُمْ اللَّهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - قَالَ لَهُ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَنْتَ مَنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ
 مِنْ مُوسَى وَ أَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 قَالَ : أُنَشِدْكُمْ اللَّهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - حِينَ دَعَا النَّصَارَى مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ إِلَى
 الْمُبَاهَلَةِ لَمْ يَأْتِ إِلَّا بِهِ وَ بِصَاحِبَتِهِ وَ ابْنَتِهِ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 قَالَ : أُنَشِدْكُمْ اللَّهَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ دَفَعَ إِلَيْهِ الْبِلْوَاءَ يَوْمَ خَيْبَرَ ثُمَّ قَالَ : لِأَدْفَعَهُ إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَ يُحِبُّ اللَّهُ
 وَ رَسُولُهُ كَرَارًا غَيْرَ فَرَارٍ يَفْتَحُهَا اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ بَعَثَهُ بِبِرَائَةٍ وَ قَالَ : لَا يُبْلَغُ عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ رَجُلٌ مَنِّي قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - لَمْ تَنْزِلْ بِهِ شِدَّةٌ قَطُّ إِلَّا قَدَمَهُ لَهَا نَفَقَةٌ بِهِ وَ أَنَّهُ لَمْ يَدْعُهُ
 بِاسْمِهِ قَطُّ إِلَّا يَقُولُ يَا أَخِي وَ ادْعُوا لِي أَخِي قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - قَضَى بَيْنَهُ وَ بَيْنَ جَعْفَرٍ وَ زَيْدٍ فَقَالَ : يَا عَلِيُّ أَنْتَ مَنِّي
 وَ أَنَا مِنْكَ وَ أَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ كَانَ لَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - كُلَّ يَوْمٍ حُلُوءَةٌ وَ كُلَّ لَيْلَةٍ دَخَلَةٌ إِذَا سَأَلَهُ
 أَعْطَاهُ وَ إِذَا سَكَتَ أَبْدَاهُ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَضَّلَهُ عَلَى جَعْفَرٍ وَ حَمْزَةَ حِينَ قَالَ : لِطَاطِمَةَ - عَلَيْهَا
 السَّلَامُ - زَوَّجْتُكَ خَيْرَ أَهْلِ بَيْتِي أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا وَ أَعْظَمَهُمْ حِلْمًا وَ أَكْثَرَهُمْ عِلْمًا قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - قَالَ : أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ بَنِي آدَمَ وَ أَخِي عَلِيُّ سَيِّدُ الْعَرَبِ وَ
 فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - أَمَرَهُ بِغُسْلِهِ وَ أَحْبَرَهُ أَنَّ جَبْرِئِيلَ يُعِينُهُ عَلَيْهِ قَالُوا : اللَّهُمَّ
 نَعَمْ قَالَ : أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - قَالَ فِي آخِرِ حُطْبَةٍ حَطَبَهَا إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ التَّقْلِينَ
 كِتَابَ اللَّهِ وَ أَهْلَ بَيْتِي فَتَمَسَّكُوا بِمَا لَنْ تَضِلُّوا قَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ
 ثُمَّ نَاشَدَهُمْ أَنَّهُمْ قَدْ سَمِعُوهُ يَقُولُ مَنْ رَعِمَ أَنَّهُ يُحِبُّنِي وَ يُبْغِضُ عَلِيًّا فَقَدْ كَذَبَ لَيْسَ يُحِبُّنِي وَ يُبْغِضُ عَلِيًّا فَقَالَ لَهُ
 قَائِلٌ : يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ كَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَ : لِإِنَّهُ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُ مَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَ مَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللَّهُ وَ
 مَنْ أَبْغَضَهُ فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَ مَنْ أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللَّهُ فَقَالُوا : اللَّهُمَّ نَعَمْ قَدْ سَمِعْنَا ...

اس حصے کے جملوں کا علیحدہ علیحدہ ترجمہ

أُنشِدْكُمْ اللَّهُ أَنْ تَعْلَمُونَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ أَحَا رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - حِينَ أَخِي بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَأَخِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ وَقَالَ : أَنْتَ أَخِي وَ أَنَا أَحْوَكَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ (12) قَالُوا : اَللَّهُمَّ نَعَمْ

(امام حسین نے فرمایا) تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے ہو ہے کہ جب رسول اللہ نے اپنے اصحاب کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا تو اس وقت آنحضرت نے علی ابن ابی طالب کو اپنا بھائی قرار دیا تھا اور فرمایا تھا کہ دنیا اور آخرت میں تم میرے اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ (سامعین نے) کہا : ہاں! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! یسا ہی تھا۔

قَالَ : أُنشِدْكُمْ اللَّهُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - اشْتَرَى مَوْضِعَ مَسْجِدِهِ وَ مَنْزِلِهِ فَأَبْتَنَاهُ ثُمَّ ابْتَنَى فِيهِ عَشْرَةَ مَنْازِلَ تِسْعَةٌ لَهُ وَ جَعَلَ عَاشِرَهَا فِي وَسْطِهَا لِأَبِي ثُمَّ سَدَّ كُلَّ بَابٍ شَارِعٍ إِلَى الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِهِ (13) فَتَكَلَّمَ فِي ذَلِكَ مَنْ تَكَلَّمَ فَقَالَ : مَا أَنَا سَدَدْتُ أَبْوَابَكُمْ وَ فَتَحْتُ بَابَهُ وَ لَكِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِسَدِّ أَبْوَابِكُمْ وَ فَتْحِ بَابِهِ ثُمَّ هَيَّ النَّاسَ أَنْ يَنَامُوا فِي الْمَسْجِدِ غَيْرُهُ، وَ كَانَ يُجْنِبُ فِي الْمَسْجِدِ (14) وَ مَنْزِلُهُ فِي مَنْزِلِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَوَلَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - وَ لَهُ فِيهِ أَوْلَادٌ؟ قَالُوا : اَللَّهُمَّ نَعَمْ

فرمایا : تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ نے اپنی

مسجد اور اپنے گھروں کے لئے جگہ خریدی۔ پھر مسجد تعمیر کی اور اس میں دس گھر بنائے۔ نو گھر

اپنے لئے اور دسواں وسط میں میرے والد کے لئے رکھا۔ پھر میرے والد کے دروازے کے سوا مسجد کی طرف کھلتے والے تمام

دروازے بند کروا دیئے۔ اور جب اعتراض کرنے والوں نے اعتراض کیا تو فرمایا : میں نے نہیں تمہارے دروازے بند کئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا،

بلکہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے دروازے بند کروں اور ان کلادوازہ کھلا رکھوں۔ اس کے بعد نبی اکرم نے علی کے سوا

تمام افراد کو مسجد میں سونے سے منع فرمایا۔ چونکہ حضرت علی

کا حجرہ مسجد میں رسول اللہ کے حجرے کے ساتھ ہی تھا (ہذا) علی مسجد میں مجنب ہوتے تھے اور اسی حجرے میں نبی اکرم اور علی

کے لئے اللہ تعالیٰ نے اولاد میں عطا کیں؟ (سامعین)

(نے) کہا: ہاراہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ: أَفَتَعْلَمُونَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَرَصَ عَلَى كُفُوفِ قَدْرٍ عَيْنِهِ يَدْعُهَا فِي مَنْزِلِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَبَى عَلَيْهِ ثُمَّ حَطَبَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ مَسْجِداً طَاهِراً لَا يُسْكِنُهُ غَيْرِي وَغَيْرُ أَخِي وَبَيْنَهُ قَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ

فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ عمر بن خطاب کو بڑی خواہش تھی کہ ان کے گھر کی دیوار میں ایک آنکھ کے برابر سوراخ رہے جو مسجد کی طرف کھلتا ہو لیکن نبی نے انہیں منع کر دیا۔ اور خطبے میں ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ۔ پاک و پاکیزہ مسجد بناؤں لہذا میرے، میرے بھائی (علی) اور ان کی اولاد کے سوا کوئی (اور شخص مسجد میں) نہیں رہ سکتا۔ (سامعین نے) کہا: ہاراہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ: أُنشِدُكُمْ اللَّهَ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - نَصَبَهُ يَوْمَ غَدِيرِ حَمٍّ فَنَادَى لَهُ بِالْوِلَايَةِ (15) وَ قَالَ: لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبِ قَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ

فرمایا: تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غدیر خم کے دن علی کو بلند کیا اور انہیں مقام ولایت پر نصب کرنے کا

اعلان فرمایا۔ اور کہا کہ یہاں حاضر لوگ اس واقعے کی اطلاع یہاں غیر موجود لوگوں تک پہنچا دیں؟ (سامعین نے) کہا: ہاراہا! ہم

تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ: أُنشِدُكُمْ اللَّهَ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - قَالَ لَهُ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى (16) وَأَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي (17) قَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ

فرمایا: تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہارے علم میں ہے کہ رسول اللہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر علی سے فرمایا: تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون اور (فرمایا) تم میرے بعد تمام مومنوں کے ولی اور سرپرست ہو گے۔

(سامعین نے) کہا: ہاراہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ: أُنشِدُكُمْ اللَّهَ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - حِينَ دَعَا النَّصَارَى مِنْ أَهْلِ نَجْرَانَ إِلَى الْمُبَاهَلَةِ لَمْ يَأْتِ إِلَّا بِهِ وَبِصَاحِبَتِهِ وَابْنَتِهِ (18) قَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ

فرمایا: تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جب رسول اللہ نے نجران کے عیسائیوں کو مباہلے کی دعوت دی، تو اپنے ساتھ،

سوائے علی، ان کی زوجہ اور ان کے دو بیٹوں

کے کسی اور کو نہیں لے کر گئے؟ (سامعین نے) کہا: ہا ہا ہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔
 قَالَ : اُنْشِدْكُمْ اللهُ اَتَعْلَمُونَ اَنَّهُ دَفَعَ اِلَيْهِ اللّٰوَاءَ يَوْمَ حَيْبَرَ ثُمَّ قَالَ : لِادْفَعَهُ اِلَى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ يُحِبُّ اللهُ
 وَ رَسُوْلَهُ (19) كِرَارًا غَيْرَ فَرَارٍ يَفْتَحُهَا اللهُ عَلٰى يَدَيْهِ قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ

فرمایا : تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ نے جنگ خیبر کے دن (لشکر اسلام کا) پرچم حضرت علی کے سپرد کیا اور فرمایا کہ میں پرچم اس شخص کے سپرد کر رہا ہوں جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ ایسا حملہ کرنے والا (کرار) ہے کہ کبھی پلٹتا نہیں ہے (غیر فرار) اور خدا قلعہ خیبر کو اس کے ہاتھوں فتح کرائے گا۔ (سامعین نے) کہا: ہا ہا ہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ : اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ بَعَثَهُ بِبِرَائَةٍ وَ قَالَ : لَا يَبْلُغُ عَنِّيْ اِلَّا اَنَا اَوْ رَجُلٌ مِّنِّيْ (20) قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ

فرمایا : کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ نے علی کو سورۃ براءت دے کر بھیجا اور فرمایا کہ میرا پیغام پہنچانے کا کام خود میرے یا ایسے شخص کے علاوہ جو مجھ سے ہو اور کوئی انجام نہیں دے سکتا۔ (سامعین نے) کہا: ہا ہا ہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ : اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - لَمْ تَنْزِلْ بِهِ شِدَّةٌ قَطُّ اِلَّا قَدَمَهُ هَا نَفَعَهُ بِهِ وَ اَنَّهُ لَمْ يَدْعُهُ بِاسْمِهِ قَطُّ اِلَّا يَقُوْلُ يَا اَخِيْ وَ اَدْعُوْا لِيْ اَخِيْ قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ

فرمایا : کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ کو جب کبھی کوئی مشکل پیش آتی تھی تو آنحضرت حضرت علی پر اپنے خاص اعتماد کی وجہ سے انہیں آگے بھیجتے تھے اور کبھی انہیں ان کے نام سے نہیں پکارتے تھے ، بلکہ اے میرے بھائی کہہ کر مخاطب کرتے تھے ۔ (سامعین نے) کہا : ہا ہا ہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ : اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - قَضَى بَيْنَهُ وَ بَيْنَ جَعْفَرٍ وَ زَيْدٍ فَقَالَ : يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِّنِّيْ وَ اَنَا مِنْكَ وَ اَنْتَ وَلِيٌّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِيْ (21) قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ

فرمایا : کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ نے علی، جعفر اور زید کے درمیان فیصلہ سناتے وقت فرمایا : اے علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور میرے بعد تم تمام مومنوں کے ولی اور سرپرست ہو گے۔ (سامعین نے) کہا: ہا ہا ہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ : اَتَعْلَمُونَ اَنَّهُ كَانَ لَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - كُلَّ يَوْمٍ حُلُوَّةٌ وَ كُلَّ لَيْلَةٍ دَخَلَةٌ اِذَا سَعَلَهُ اَعْطَاهُ وَ اِذَا سَكَتَ اَبْدَاهُ (22) قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ

فرمایا: کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ (حضرت علی) ہر روز، ہر شنبہ تنہائی میں رسول اللہ سے ملاقات کرتے تھے۔ اگر علی سوال کرتے تو نبی اکرم اس کا جواب دیتے اور اگر علی خاموش رہتے تو نبی خود سے گفتگو کا آغاز کرتے۔ (سامعین نے) کہا: بارہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَضَّلَهُ عَلَى جَعْفَرٍ وَحَمْزَةَ حِينَ قَالَ: لِفَاطِمَةَ - عَلَيْهَا السَّلَامُ - زَوْجَتِكَ خَيْرَ أَهْلِ بَيْتِي أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا وَاعْظَمَهُمْ حِلْمًا وَكَثَرَهُمْ عِلْمًا (23) قَالُوا: اَللَّهُمَّ نَعَمْ

فرمایا: کیا تمہیں علم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر حضرت علی کو جعفر طید اور حمزہ (سید الشہدا) پر فضیلت دی، جب حضرت فاطمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں نے اپنے خاندان کے بہترین شخص سے تمہاری شادی کس ہے، جو سب سے پہلے

اسلام لانے والا، سب سے زیادہ حلیم و بردبار اور سب سے بڑھ کر علم و فضل کا مالک ہے۔ (سامعین نے) کہا: بارہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - قَالَ: أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ بَنِي آدَمَ وَ أَخِي عَلَى سَيِّدِ الْعَرَبِ (24) وَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (25) وَ الْحُسَيْنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (26) قَالُوا: اَللَّهُمَّ نَعَمْ

فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمام اولاد آدم کا سید و سردار ہوں، میرا بھائی علی عربوں کا سردار ہے، فاطمہ تمام اہل جنت خواتین کی رہبر ہیں اور میرے بیٹے حسن و حسین جوانان جنت کے سردار ہیں۔ (سامعین نے) کہا:

بارہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - أَمَرَهُ بِغُسْلِهِ وَ أَحْبَبَهُ أَنْ جَبْرَيْئِلَ يُعِينَهُ عَلَيْهِ قَالُوا: اَللَّهُمَّ نَعَمْ

فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ نے حضرت علی کو حکم دیا کہ وہی ان کے جسد اقدس کو غسل دیں اور فرمایا کہ جبرئیل

اس کام میں ان کے معاون و مددگار ہوں گے۔ (سامعین نے) کہا: بارہا! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

قَالَ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - قَالَ فِي آخِرِ حُطْبَةٍ حَطَبَهَا إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ

كِتَابَ اللَّهِ وَ أَهْلَ بَيْتِي فَتَمَسَّكُوا بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا (27) قَالُوا: اَللَّهُمَّ نَعَمْ

فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ نے اپنے آخری خطبے میں فرمایا: میں تمہارے درمیان دو گرانقدر امانتیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت۔ ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو تاکہ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ (سامعین نے) کہا: ہاں ہاں! ہم تجھے گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہاں! ایسا ہی تھا۔

ثُمَّ نَاشَدَهُمْ أَنَّهُمْ قَدْ سَمِعُوهُ يَقُولُ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُحِبُّنِي وَ يُبْغِضُ عَلِيًّا فَقَدْ كَذَبَ لَيْسَ يُحِبُّنِي وَ يُبْغِضُ عَلِيًّا فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ كَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُ مَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَ مَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللَّهُ وَ مَنْ أَبْغَضَهُ فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَ مَنْ أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللَّهُ (28) فَقَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ قَدْ سَمِعْنَا ...

(اس کے بعد جب امیر المومنین کے فضائل پر مشتمل امام کی گفتگو اختتام کو پہنچنے لگی

تو) آپ نے سامعین کو خدا کی قسم دے کر کہا کہ کیا انہوں نے رسول اللہ سے یہ سنا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے، جبکہ علی کا بغض اس کے دل میں ہو تو وہ جھوٹا ہے، ایسا شخص جو علی سے بغض رکھتا ہو، مجھ سے محبت نہیں رکھتا۔ (اس موقع پر) کسی کہنے والے نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا: کیونکہ وہ (علی) مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی۔ (سامعین نے) کہا: ہاں ہاں! ایسا ہی تھا۔

سلیم بن قیس کہتے ہیں: امام حسین نے اس موقع پر مذکورہ بالا فضائل کے علاوہ بھی حضرت علی اور خاندان علی کے بارے میں قرآن میں ذکر ہونے والے یابی اکرم سے سنے جانے والے متعدد فضائل بیان کئے اور حاضرین میں سے جو لوگ رسول کے صحابی تھے وہ کہتے تھے خدا کی قسم ہم نے خود نبی اکرم سے سنا ہے اور جو تابعین تھے وہ کہتے تھے ہم نے بھی یہ فضیلت فطراں معتبہ اور قابل اعتماد صحابی سے سنی ہے۔

امام حسین نے منیٰ میں جو خطبہ ارشاد فرمایا اور جسے سلیم بن قیس نے نقل کیا ہے، اس کا پہلا حصہ یہاں ختم ہوا اور جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا خطبے کا یہ حصہ حضرت علی کے فضائل پر مشتمل تھا اور ان میں سے ہر ایک فضیلت اہل سنت کی معتبر کتب حدیث میں انہی کے راویوں کے توسط سے رسول اللہ سے منقول ہے اور ہم نے ان فضائل میں سے اکثر کے حوالہ جات اہل سنت کی معتبر صحاح ستہ (چھ معتبر کتابوں) اور دیگر مستند کتب سے نقل کر کے حاشیہ (Foot Note) میں تحریر کئے ہیں۔

چونکہ اس حصے میں مزید کسی تشریح کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی لہذا اب خطبے کے دوسرے حصے کی طرف آتے ہیں۔

خطبے کے دوسرے حصے کا متن

(امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت)

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا، یہ خطبہ تین علیحدہ علیحدہ حصوں پر مشتمل ہے۔ ترجمے اور اصل عبادت کو ایک دوسرے سے نزدیک رکھنے کی غرض سے، ہم پہلے حصے کی طرح اس حصے اور اگلے حصے کو بھی علیحدہ علیحدہ درج کریں گے، اگرچہ حدیث کس اکثر کتبوں میں یہ دونوں حصے ایک ساتھ ملا کر نقل کئے گئے ہیں۔ امام نے فرمایا:

اعْتَبِرُوا أَيُّهَا النَّاسُ بِمَا وَعَظَ اللَّهُ بِهِ أَوْلِيَاءَهُ مِنْ سُوءِ ثَنَائِهِ عَلَى الْأَخْبَارِ إِذْ يَقُولُ: لَوْلَا يَنْهَاهُمْ الرَّبُّ بَابِئِيُونَ وَ الْأَخْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَ قَالَ: لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ - إِلَى قَوْلِهِ - لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ وَ إِنَّمَا عَابَ اللَّهُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ لَآئِنَهُمْ كَانُوا يَزُونَ مِنَ الظَّالِمَةِ الَّذِينَ بَيْنَ أَظْهَرِهِمُ الْمُنْكَرَ وَ الْمَسَادَ فَلَا يَنْهَوْنَهُمْ عَنْ ذَلِكَ رَغْبَةً فِيمَا كَانُوا يَسْأَلُونَ مِنْهُمْ وَ رَهْبَةً فِيمَا يَخْذَرُونَ وَ اللَّهُ يَقُولُ: فَلَا تَخْشَوْا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ قَالَ: الْمُؤْمِنُونَ وَ الْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَبَدَأَ اللَّهُ بِالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ فَرِيضَةً مِنْهُ لِعَلِمِهِ بِأَنَّهَا إِذَا أُدِّيَتْ وَ أُقِيمَتِ اسْتَقَامَتِ الْفَرَائِضُ كُلُّهَا هَيْئَتُهَا وَ صَعْبُهَا وَ ذَلِكَ أَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ دُعَاءٌ إِلَى الْإِسْلَامِ مَعَ رَدِّ الْمَظَالِمِ وَ مُخَالَفَةِ الظُّلْمِ وَ قِسْمَةِ الْقِيءِ وَ الْعَنَائِمِ وَ أَخَذِ الصَّدَقَاتِ مِنْ مَوَاضِعِهَا وَ وَضْعِهَا فِي حَقِّهَا

وضاحت

((تحف العقول)) کے مصنف نے یہ خطبہ نقل کرتے ہوئے کہا ہے: ویروی عن امیر المؤمنین علیہ السلام۔ یعنی امام حسین علیہ السلام۔

اسلام کے خطبے کا یہ حصہ (جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں ہے) امیر المؤمنین حضرت علی سے بھی نقل ہوا ہے۔

جیسا کہ خطبے کے تیسرے اور آخری حصے میں ہم اشارہ کریں گے، اس حصے کے بعض جملات بھی امیر المؤمنین کے خطبات اور

بیانات میں موجود ہیں اور موضوع کی اہمیت اور نزاکت کے پیش نظر امام حسین نے اپنے خطبے اور تقریر میں ان سے استفادہ کیا ہے

اور ((تحف العقول)) کے مصنف کی بات کی بنیاد پر یہ بھی ممکن ہے کہ اس خطبے کا وہ حصہ درحقیقت امیر المؤمنین ہس کا کلام ہو۔

جس سے ان کے محترم فرزند امام حسین نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت اور اس کی عظمت کو بیان کرنے کی غرض سے استفادہ کیا ہو۔ لیکن ہم نے خطبے کے اس حصے کے براہ راست امیر المومنین سے استناد کے بارے میں ((تحف العقول)) کے سوا حدیث کی کسی اور معتبر کتاب میں نہیں دیکھا۔

اہم الفاظ کی تشریح

اعتَبَرُوا أَيُّهَا النَّاسُ : اس طرح کچھ خاص افراد ، اس محفل میں موجود حاضرین یا حتیٰ صرف اس زمانے کے افراد مخاطب نہیں ہیں بلکہ اس خطاب میں وہ تمام انسان شامل ہیں جو کسی بھی زمانے میں اور دنیا کے کسی بھی گوشے میں اس خطاب کو سہیں۔ یہ بالکل یا ایسا انسان کی مانند ہے، جس کے ذریعے قرآن مجید میں بارہا اور متعدد مقالات پر خطاب کیا گیا ہے۔

اولیاء: یہاں اولیاء سے مراد وہ افراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ رکھتے ہیں اور ساتھ ہی معاشرے میں بھی ذمے دار مقام کے حامل ہوتے ہیں کیونکہ اگر یہ معاشرے میں کسی مقام پر فائز نہ ہوں تو اہم اور مشکل ذمے داریوں کی ادائیگی کی ان سے توقع نہیں کی جا سکتی۔

احبہ : صالح علماء

ربانی : خدا پرست شخص جو خدا پر اعتقاد رکھنے کے ساتھ ساتھ خداوند متعال کے احکام کا علم بھی رکھتا ہو اور اس کے حلال و حرام کی پابندی کرتا ہو۔

امام حسین علیہ السلام نے جس آیتِ کریمہ کا ذکر کیا ہے، اگرچہ اس میں یہودی علماء اور مذہبی رہنماؤں کی سرزنش کی گئی ہے لیکن یہاں باشعور قاری کے لئے اس وضاحت کی ضرورت نہیں کہ یہ مذمت اور سرزنش صرف یہودی علماء یا عیسائی رہبروں کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ (اگر یہودی علماء کے سے اعمال انجام دیں تب) تمام دینی رہبر اور حتیٰ مسلم علماء بھی اس میں شامل ہیں۔ کیونکہ کسی بھی دین اور مذہب سے تعلق رکھنے والے علماء کی اپنے فریضے سے غفلت ، کوتاہی اور بے جا خاموشی عام افراد کے گناہ اور نافرمانی کے مرتکب ہونے کی مانند نہیں ، کیونکہ علماء کی خاموشی اور بے عملی کے نتیجے میں دین کی بنیادوں کو نقصان پہنچتا ہے (جبکہ عام افراد کے گناہ فقط خود ان کی اپنی ذات کو نقصان پہنچاتے ہیں)۔

قول اثم : گناہ آلود باہیں۔ جس میں جھوٹ، تہمت ، حقائق کی تحریف وغیرہ سب شامل ہیں۔

اکل سحت : حرام خوری۔

باوجود یہ کہ تمام گناہوں اور منکرات سے روکا گیا ہے لیکن اس آیتِ کریمہ میں قول اثم واکل سحت پر زور دیا گیا ہے، تاکہ یہ بتایا جائے کہ یہ دو گناہ تمام گناہوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ لہذا ہر گناہ سے زیادہ ان کی مخالفت اور ان سے مقابلہ کیا جائے۔ کیونکہ۔۔۔ بس۔۔۔ اوقات دشمنوں کی جھوٹی باہیں اور ان کا مذموم پروپیگنڈہ (جو قول اثم کا ایک اہم ترین مصداق ہے) اسلام اور مسلمانوں کے لئے کسی بھی اور چیز کے مقابلے میں زیادہ خطرناک اور تباہ کن ثابت ہوتا ہے۔

اکل سحت یا حرام خوری سے بھی اس کا صرف انفرادی اور جزی پہلو مراد نہیں ہے ، بلکہ یہ وسیع پہلوؤں کی حامل ہے جس میں (آج کی دنیا کے لحاظ سے) نقصان دہ برآمدات اور درآمدات، غیر قانونی طریقوں سے ملک کی معیشت پر قابض ہو جانا وغیرہ بھیس شامل ہیں اور یقیناً اس قسم کی اکل سحت کے نقصانات جوئے اور ناپ تول میں ڈنڈی مارنے جیسی انفرادی حرام خوریوں کے نقصانات سے کہیں زیادہ ہیں۔

اس حصے کے جملوں کا علیحدہ علیحدہ ترجمہ

إِعْتَبِرُوا أَيُّهَا النَّاسُ بِمَا وَعَظَ اللَّهُ بِهِ أَوْلِيَاءَهُ مِنْ سُوءِ ثَنَائِهِ عَلَى الْأَخْبَارِ إِذْ يَقُولُ : لَوْلَا يَنْهَاهُمْ الرَّبُّ بَاتِيئُونَ وَ الْأَخْبَارُ عَنِ قَوْلِهِمْ

۱۔ اس خطبے کے دوسرے اور تیسرے حصے کے ترجمے اور تشریح میں امام خمینیؑ کی کتاب ولایت فقیہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

الإِثْمُ (29) وَ قَالَ : لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ - إِلَى قَوْلِهِ - لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (30)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے علمائے یہود کی سرزنش کر کے اپنے اولیاء کو جو نصیحت کی ہے،

اس سے عبرت حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہودی علما اور دینی رہنما انہیں گناہ آلود باتوں اور حرام خوری سے کیسوں نہیں

روکنے؟ اور فرمایا : بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں

نے کفر اختیار کیا، انہیں لعن اور نفرین کی گئی ہے۔ (یہاں تک کہ) فرمایا: وہ ایک دوسرے کو برے اعمال کی انجام دہی سے منع نہیں کرتے تھے اور وہ کتنا برا کام کرتے تھے۔

وَ إِنَّمَا غَابَ اللَّهُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَرَوْنَ مِنَ الظُّلْمَةِ الَّذِينَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمُ الْمُنْكَرَ وَ الْفُسَادَ فَلَا يَنْهَوْنَهُمْ عَنْ ذَلِكَ رَغْبَةً فِيمَا كَانُوا يَنَالُونَ مِنْهُمْ وَ رَهْبَةً مِمَّا يَحْذَرُونَ وَ اللَّهُ يَقُولُ : فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ احْشَوْنَ (31) وَ قَالَ : الْمُؤْمِنُونَ وَ الْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (32)

در حقیقت اللہ تعالیٰ نے اس لئے انہیں برا قرار دیا ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے یہ دیکھنے کے باوجود کہ ظالمین کھلم کھلا برائیوں کو پھیلا رہے ہیں، انہیں (ظالموں کو) اس عمل سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ انہیں، ان ظالموں کی طرف سے ملنے والے مال و متاع سے دلچسپی تھی اور ان کی طرف سے (پہنچ سکنے والی) سختیوں سے خوفزدہ تھے۔ جبکہ خداوند متعال کا ارشاد ہے کہ: لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ اور پروردگار نے فرمایا ہے: مومنین اور مومنات ایک دوسرے کے دوست اور سرپرست ہیں، پچھائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔

فَبَدَأَ اللَّهُ بِالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ فَرِيضَةً مِنْهُ لِعَلِمِهِ أَنَّهَا إِذَا أُدِّيَتْ وَ أُقِيمَتْ اسْتَقَامَتِ الْقَرَائِصُ كُلُّهَا هَيْئُهَا وَ صَعْبُهَا وَ ذَلِكَ أَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ دُعَاءٌ إِلَى الْإِسْلَامِ مَعَ رَدِّ الْمَظَالِمِ وَ مُخَالَفَةِ الظُّلْمِ وَ قِسْمَةِ الْفَيْءِ وَ الْعُنَائِمِ وَ أَخَذِ الصَّدَقَاتِ مِنْ مَوَاضِعِهَا وَ وَضْعِهَا فِي حَقِّهَا

(اس آیت کریمہ میں مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے) اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے آغاز کیا اور اسے اپنی طرف سے واجب قرار دیا کیونکہ پروردگار

جاتا ہے کہ اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام پائے اور معاشرے میں برقرار رکھا جائے تو تمام واجبات، خواہ وہ آسان ہوں یا مشکل، خود بخود انجام پائیں گے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جائے اور ساتھ ہی مظلوموں کو ان کے حقوق لوٹائے جائیں، ظالموں کی مخالفت کی جائے، عوامی دولت

اور مال غنیمت عادلانہ نظام کے تحت تقسیم ہو، اور صدقات (یعنی زکات اور دوسرے واجب اور مستحب مالیات) کو صحیح مقاصد سے وصول کر کے حقداروں پر خرچ کیا جائے۔

یہاں پہنچ کر خطبے کا دوسرا حصہ ختم ہوتا ہے اور آئندہ صفحات میں خطبے کے تیسرے حصے کا ترجمہ پیش کیا جائے گا۔

مطلبے کے میسرے حصے کا متن

(علماء کی ذمے داریوں کا بیان)

ہام نے فرمایا:

ثُمَّ أَنْتُمْ أَيُّهَا الْعِصَابَةُ بِالْعِلْمِ مَشْهُورَةٌ وَ بِالْخَيْرِ مَذْكُورَةٌ وَ بِالنَّصِيحَةِ مَعْرُوفَةٌ وَ بِاللَّهِ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ مَهَابَةٌ يَهَابُكُمْ الشَّرِيفُ وَ يُكْرِمُكُمْ الضَّعِيفُ وَ يُؤَزِّزُكُمْ مَنْ لَا فَضْلَ لَكُمْ عَلَيْهِ وَ لَا يَدَ لَكُمْ عِنْدَهُ تُشْفَعُونَ فِي الْخَوَائِجِ إِذَا امْتَنَعَتْ مِنْ طُلَّابِهَا وَ تَمَشُّونَ فِي الطَّرِيقِ بِهَيْبَةِ الْمُلُوكِ وَ كِرَامَةِ الْأَكْبَارِ ، أَلَيْسَ كُلُّ ذَلِكَ إِنَّمَا نَلْتُمُوهُ بِمَا يُرْجَى عِنْدَكُمْ مِنَ الْقِيَامِ بِحَقِّ اللَّهِ وَ إِنْ كُنْتُمْ عَنْ أَكْثَرِ حَقِّهِ تُفَصِّرُونَ فَاسْتَحْفَفْتُمْ بِحَقِّ الْأَيْمَةِ فَأَمَّا حَقُّ الضُّعْفَاءِ فَضَيَعْتُمْ وَ أَمَّا حَقُّكُمْ بِرِعْمِكُمْ فَطَلَبْتُمْ فَلَا مَالَ بَدَلْتُمُوهُ وَ لَا نَفْسًا خَاطَرْتُمْ بِهَا لِلَّذِي خَلَقَهَا وَ لَا عَشِيرَةً عَادَيْتُمُوهَا فِي ذَاتِ اللَّهِ أَنْتُمْ تَتَمَنُّونَ عَلَى اللَّهِ جَنَّتَهُ وَ مُجَاوِرَةَ رُسُلِهِ وَ أَمَانًا مِنْ عَذَابِهِ لَقَدْ حَشِيتُ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا الْمُتَمَنُّونَ عَلَى اللَّهِ أَنْ تَحِلَّ بِكُمْ نِقْمَةٌ مِنْ نِعْمَاتِهِ لِأَنَّكُمْ بَلَعْتُمْ مِنْ كِرَامَةِ اللَّهِ مَنْزِلَةً فَضَلَّيْتُمْ بِهَا وَ مَنْ يَعْرِفُ بِاللَّهِ لَا تُكْرِمُونَ وَ أَنْتُمْ بِاللَّهِ فِي عِبَادِهِ تُكْرِمُونَ وَ قَدْ تَرَوْنَ عَهْدَ اللَّهِ مَنْقُوضَةً فَلَا تَفْرَعُونَ وَ أَنْتُمْ لِبَعْضِ ذِمِّ آبَائِكُمْ تَفْرَعُونَ وَ ذِمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ مَخْفُورَةً مُحْفُورَةً وَ الْعُمَى وَ الْبُكْمَ وَ الرَّمْنَى فِي الْمَدَائِنِ مُهْمَلَةً لَا تُرْحَمُونَ وَ لَا فِي مَنْزِلَتِكُمْ تَعْمَلُونَ وَ لَا مِنْ عَمَلٍ فِيهَا تُعِينُونَ وَ بِالْإِدْهَانِ وَ الْمُصَانَعَةِ عِنْدَ الظُّلْمَةِ تَامِنُونَ كُلُّ ذَلِكَ بِمَا أَمَرَكُمُ اللَّهُ بِهِ مِنَ النَّهْيِ وَ التَّنَاهَى وَ أَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ وَ أَنْتُمْ أَعْظَمُ النَّاسِ مُصِيبَةً لِمَا عُيِبَتْ عَلَيْهِ مِنْ مَنَازِلِ الْعُلَمَاءِ لَوْ كُنْتُمْ تَشْعُرُونَ ذَلِكَ بِأَنَّ بِنَاءَ الْأُمُورِ وَ الْأَحْكَامِ عَلَى أَيْدِي الْعُلَمَاءِ بِاللَّهِ الْأَمْنَاءُ عَلَى حَلَالِهِ وَ حَرَامِهِ فَانْتُمْ الْمَسْئُورُونَ تِلْكَ الْمَنْزِلَةَ وَ مَا سَلَبْتُمْ ذَلِكَ إِلَّا بِتَفْرِقِكُمْ عَنِ الْحَقِّ وَ اخْتِلَافِكُمْ فِي السُّنَّةِ بَعْدَ الْبَيِّنَةِ الْوَاضِحَةِ وَ لَوْ صَبَرْتُمْ عَلَى الْأَذَى وَ تَحَمَّلْتُمْ الْمَوْؤَنَةَ فِي ذَاتِ اللَّهِ كَانَتْ أُمُورُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ تَرْدٌ وَ عَنْكُمْ تَصُدُّرٌ وَ إِلَيْكُمْ تَرْجِعُ وَ لِكِنْتُمْ مَكَّنْتُمْ الظُّلْمَةَ مِنْ مَنْزِلَتِكُمْ وَ اسْتَسَلَّمْتُمْ أُمُورَ اللَّهِ فِي أَيْدِيهِمْ يَعْمَلُونَ بِالشُّبُهَاتِ وَ يَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ سَلَطَهُمْ عَلَى ذَلِكَ فِرَارُكُمْ مِنَ الْمَوْتِ وَ إِعْجَابُكُمْ بِالْحَيَاتِ الَّتِي هِيَ مُفَارِقَتُكُمْ فَاسَلَّمْتُمْ الضُّعْفَاءَ فِي أَيْدِيهِمْ فَمِنْ بَيْنِ مُسْتَعْبِدٍ مَفْهُورٍ وَ بَيْنِ مُسْتَضْعَفٍ عَلَى مَعِيشَتِهِ مَغْلُوبٍ يَتَقَلَّبُونَ فِي الْمُلْكِ بَارَائِهِمْ وَ يَسْتَشْعِرُونَ الْحَزْنَ بِأَهْوَائِهِمْ إِفْتِدَاءً بِالْأَشْرَارِ وَ جُرْأَةً عَلَى الْجُبَّارِ فِي كُلِّ بَلَدٍ مِنْهُمْ عَلَى مِنْبَرِهِ حَطِيبٌ مِصْقَعٌ فَالْأَرْضُ لَهُمْ شَاغِرَةٌ وَ أَيْدِيهِمْ فِيهَا مَبْسُوطَةٌ وَ النَّاسُ لَهُمْ حَوْلٌ لَا يَدْفَعُونَ يَدَ لَأَمْسٍ فَمِنْ بَيْنِ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَ ذِي سَطْوَةٍ عَلَى الضُّعْفَةِ شَدِيدٍ مُطَاعٍ لَا يَعْرِفُ الْمُبْدِءَ الْمَعِيدَ فَيَا عَجَباً وَمَالِي لَأَعْجَبُ وَالْأَرْضُ مِنْ غَاشٍ عَشُومٍ وَ مِثْبَدٍ ظَلُومٍ وَعَامِلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ بِهَيْمٍ غَيْرِ رَحِيمٍ، فَاللَّهُ الْحَاكِمُ فِيهَا فِيهِ تَنَازَعْنَا وَالْقَاضِي بِحُكْمِهِ فِيهَا شَجَرَ بَيْنَنَا

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَا كَانَ مِنَّا تَنَافُسًا فِي سُلْطَانٍ وَ لَا تَنَافُسًا مِنْ فُضُولِ الْخُطَامِ وَ لَكِنْ لِنُرَى الْمَعَالِمَ مِنْ دِينِكَ وَ نُظَهَرَ الْأَصْلَاحَ فِي بِلَادِكَ وَ يَأْمَنَ الْمَطْلُوعُونَ مِنْ عِبَادِكَ وَ يُعْمَلَ بِفَرَائِضِكَ وَ سُنَنِكَ وَ أَحْكَامِكَ فَإِنَّكُمْ إِنْ لَا تَنْصُرُونَا وَ تَنْصِفُونَا قَوِي الظَّلْمَةَ عَلَيْنَا وَ عَمِلُوا فِي إِطْفَاءِ نُورِ نَبِيِّكُمْ وَ حَسَبْنَا اللَّهَ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا وَ إِلَيْهِ أُنَبْنَا وَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ

اہم الفاظ کی تشریح

جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ اس خطبے کے اس حصے کے بعض جملات کچھ فرق کے ساتھ امیر المومنین کے خطبوں میں بھی ملتے ہیں۔⁽³³⁾

فاستخففتم بحق الائمة : کتاب ((تحف العقول)) اور ((وائی)) کے موجودہ نسخوں میں بحق الائمة۔ درج ہے۔ اس صورت میں امیر المومنین، امام حسن اور امام حسین کے حقوق کا غصب ہونا مراد ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ دراصل بحق الامہ ہو اور کتابت میں انہما ہو گیا ہو اور بعد میں آنے والا جملہ فلما حق الضعفاء بھی اس امکان کی تائید کرتا ہے۔ (امام خمینی نے اس جملے کا ترجمہ بحق الامہ کے تحت کیا ہے)

ومن يعرف بالله لا تكرمون وانتم بالله في عباده تكرمون : جملے کی ابتداء میں آنے والا يعرف اور آخر میں آنے والا تكرمون دونوں مجہول کے صیغے ہیں جبکہ درمیان میں آنے والا لا تكرمون معلوم کا صیغہ ہے۔ یعنی بدگن خدا ، اللہ والا ہونے کی بنا پر تمہارا احترام کرتے ہیں لیکن تم ان لوگوں کا احترام نہیں کرتے جو اللہ کی معرفت کے لئے مشہور ہیں۔

العمى و البكم والزمنى : تینوں الفاظ بالترتیب أعمى ، ابکم اور زمن کی جمع ہیں۔

لاترحمون اور غلبتم بہ : مجہول کے صیغے ہیں۔

بجاری الامور والا حکام علی ایدي العلماء بالله الامناء علی حلالہ و حرامہ : مجاری کی جمع مصدر میبھی یہاں پھر اسم مکان ہے۔ یعنی مسلمانوں اور مملکت اسلامی کے مختلف امور و معاملات میں مرکزی مقام علما کو حاصل ہونا چاہئے اور مسلمانوں کے مابین پھوٹ پڑنے والے تنازعات کا حل و فصل ان ربانی علما کے احکام کے مطابق ہونا چاہئے ، جو حلال و حرام الہی کے مابین اور آسمانی قوانین کو تحریف و تبدیلی سے محفوظ رکھنے والے ہوں۔

یہ جملہ ولایت فقیہ کو ثابت کرنے والے ان بے شمار دلائل میں سے ایک دلیل ہے جنہیں بزرگ شیعہ علماء اور فقہاء نے ذکر کیا ہے۔

والارض لھم شاغرہ : عرب کہتے ہیں شغرت الارض یعنی اس سرزمین کا کوئی محافظ و نگہبان نہیں ہے۔

خطیب مصقع : (میم پر زیر اور باقی حروف پر زبر)۔ بلند آواز والے خطیب کو کہتے ہیں۔ عصر حاضر میں دشمنوں کے ہاتھوں میں موجود ذرائع ابلاغ جیسے ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ اسکے نمائیاں مصداق ہیں۔

اس حصے کے جملوں کا علیحدہ علیحدہ ترجمہ

ثُمَّ أَنْتُمْ أَيُّهَا الْعِصَابَةُ بِالْعِلْمِ مَشْهُورَةٌ وَ بِالْخَيْرِ مَذْكُورَةٌ وَ بِالنَّصِيحَةِ مَعْرُوفَةٌ وَ بِاللَّهِ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ مَهَابَةٌ يَهَابُكُمْ الشَّرِيفُ وَ يُكْرِمُكُمْ الضَّعِيفُ وَ يُؤَزِّزُكُمْ مَنْ لَا فَضْلَ لَكُمْ عَلَيْهِ وَ لَا يَدَ لَكُمْ عِنْدَهُ تُشَفِّعُونَ فِي الْخَوَائِجِ إِذَا امْتَنَعَتْ مِنْ طَلَابِهَا وَ تَمْشُونَ فِي الطَّرِيقِ بِهَيْبَةِ الْمُلُوكِ وَ كِرَامَةِ الْأَكْبَارِ ،

اے وہ گروہ جو علم و فضل کے لئے مشہور ہے، جس کا ذکر نیکی اور بھلائی کے ساتھ کیا جاتا ہے، وعظ و نصیحت کے سلسلے میں آپ کی شہرت ہے اور اللہ والے ہونے کی بنا پر لوگوں کے دلوں پر آپ کی بہت و جلال ہے، یہاں تک کہ طاقور آپ سے خائف ہے اور ضعیف و ناتواں آپ کا احترام کرتا ہے، حتیٰ وہ شخص بھی خود پر آپ کو ترجیح دیتا ہے جس کے مقابلے میں آپ کو کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ ہی آپ اس پر قدرت رکھتے ہیں۔ جب حاجت مندوں کے سوال رد ہو جاتے ہیں تو اس وقت آپ ہی کسی سفارش کارآمد ہوتی ہے (آپ کو وہ عزت و احترام حاصل ہے کہ) گلی کوچوں میں آپ کا گزر بادشاہوں کے سے جلال و جلال اور اعیان و اشراف کی سی عظمت کے ساتھ ہوتا ہے۔

أَلَيْسَ كُلُّ ذَلِكَ إِمَّا نَلْتُمُوهُ بِمَا يُرْجَى عِنْدَكُمْ مِنَ الْقِيَامِ بِحَقِّ اللَّهِ وَ إِنْ كُنْتُمْ عَنْ أَكْثَرِ حَقِّهِ تَفْصِرُونَ فَاسْتَحْفَفْتُمْ بِحَقِّ الْأَيْمَةِ فَأَمَّا حَقَّ الضُّعْفَاءِ فَضَيَعْتُمْ وَ أَمَّا حَقَّكُمْ بِرِعْمِكُمْ فَطَلَبْتُمْ فَلَا مَالَ بَدَلْتُمُوهُ وَ لَا نَفْسًا حَاطَرْتُمْ بِهَا لِلَّذِي خَلَقَهَا وَ لَا عَشِيرَةً غَادَيْتُمُوهَا فِي ذَاتِ اللَّهِ

یہ سب عزت و احترام صرف اس لئے ہے کہ آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ آپ الہی احکام کا اجراء کریں گے، اگرچہ اس سلسلے میں آپ کی کوتاہیاں بہت زیادہ ہیں۔ آپ نے امت کے حقوق کو نظر انداز کر دیا ہے، (معاشرے کے) کمزور اور بے بس افراد کے

حق کو ضائع کر دیا ہے اور جس چیز کو اپنے خیال عام میں اپنا حق سمجھتے تھے اسے حاصل کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ نہ اس کے لئے کوئی مالی قربانی دی اور نہ اپنے خالق کی خاطر اپنی جان خطرے میں ڈالی اور نہ اللہ کی خاطر کسی قوم و قبیلے کا مقابلہ کیا۔

أَنْتُمْ تَتَمَنَّوْنَ عَلَى اللَّهِ جَنَّتَهُ وَ مُجَاوِرَةَ رُسُلِهِ وَ أَمَانًا مِّنْ عَذَابِهِ لَقَدْ حَشِيتُ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا الْمُتَمَنَّوْنَ عَلَى اللَّهِ أَنْ تَحِلَّ بِكُمْ نِقْمَةٌ مِّنْ نِّقْمَاتِهِ لِأَنَّكُمْ بَلَّغْتُمْ مِّنْ كَرَامَةِ اللَّهِ مَنزِلَةً فُضِّلْتُمْ بِهَا وَ مَنْ يُعْرِفْ بِاللَّهِ لَا تُكْرِمُونَ وَ أَنْتُمْ بِاللَّهِ فِي عِبَادِهِ تُكْرِمُونَ

(اسکے باوجود) آپ جنت میں رسول اللہ کی ہم نشینی اور اللہ کے عذاب سے امان کے متمنی ہیں، حالانکہ مجھے تو یہ خوف ہے کہ۔

کہیں اللہ کا عذاب آپ پر نازل نہ ہو، کیونکہ اللہ کی عزت و عظمت کے سائے میں آپ اس بلند مقام پر پہنچے ہیں، جبکہ آپ خود ان لوگوں کا احترام نہیں کرتے جو معرفت خدا کے لئے مشہور ہیں جبکہ آپ کو اللہ کے بندوں میں اللہ کی وجہ سے عزت و احترام کس نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

وَ قَدْ تَرَوْنَ عُهُودَ اللَّهِ مَنْقُوضَةً فَلَا تَفْرَعُونَ وَ أَنْتُمْ لِبَعْضِ ذِمِّ آبَائِكُمْ تَفْرَعُونَ وَ ذِمَّةُ رَسُولِ اللَّهِ مَحْفُورَةٌ مَحْفُورَةٌ وَ الْعُمَى وَ الْبُكْمُ وَ الزَّمْنَى فِي الْمَدَائِنِ مُهْمَلَةٌ لَا تُرْحَمُونَ وَ لَا فِي مَنَزِلَتِكُمْ تَعْمَلُونَ وَ لَا مَنَ عَمَلٍ فِيهَا تُعِينُونَ وَ بِالْأَدِّهَانِ وَ الْمُصَانَعَةِ عِنْدَ الظَّلَمَةِ تَامِنُونَ كُلُّ ذَلِكَ مِمَّا أَمَرَكُمُ اللَّهُ بِهِ مِنَ التَّهْيِ وَ التَّنَاهِي وَ أَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ

آپ دیکھتے رہتے ہیں کہ اللہ سے کئے ہوئے عہد و پیمانہ کو توڑا جا رہا ہے، اسکے باوجود آپ خوفزدہ نہیں ہوتے، اس کے برخلاف اپنے آباء اجداد کے بعض عہد و پیمانہ ٹوٹے دیکھ کر آپ لرز اٹھتے ہیں، جبکہ رسول اللہ کے عہد و پیمانہ⁽³⁴⁾ نظر انداز ہو رہے ہیں اور کوئی پروا نہیں کی جا رہی۔ اندھے، گونگے اور پانچ شہروں میں لاوارث پڑے ہیں اور کوئی ان پر رحم نہیں کرتا۔ آپ لوگ نہ۔ تو خود اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اور نہ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں جو کچھ کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں نے خوشامد اور چیلوسس کے ذریعے اپنے آپ کو ظالموں کے ظلم سے بچایا ہوا ہے جبکہ خدا نے اس سے منع کیا ہے اور ایک دوسرے کو (بھی) منع کرنے کے لئے کہا ہے۔ اور آپ ان تمام احکام کو نظر انداز کئے ہوئے ہیں۔

وَ أَنْتُمْ أَعْظَمُ النَّاسِ مُصِيبَةً لِّمَا عُيِبْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ مَنَازِلِ الْعُلَمَاءِ لَوْ كُنْتُمْ تَشْعُرُونَ ذَلِكَ بِأَنَّ بَجَارِي الْأُمُورِ وَ الْأَحْكَامِ عَلَى أَيْدِي الْعُلَمَاءِ بِاللَّهِ الْأَمْنَاءِ عَلَى حَالِهِ وَ حَرَامِهِ فَأَنْتُمْ الْمَسْلُوبُونَ تِلْكَ الْمَنزِلَةَ وَ مَا سَلِبْتُمْ ذَلِكَ إِلَّا بِتَفْرِقِكُمْ عَنِ الْحَقِّ وَ اِحْتِلَافِكُمْ فِي السُّنَّةِ بَعْدَ الْبَيِّنَةِ الْوَاضِحَةِ

آپ پر آنے والی مصیبت دوسرے لوگوں پر آنے والی مصیبت سے کہیں بڑی مصیبت ہے، اس لئے کہ (اگر آپ سمجھیں تو) علما کے اعلیٰ مقام و منزلت سے آپ کو محروم کر دیا گیا ہے، کیونکہ مملکت کے نظم و نسق کی ذمہ داری علمائے الہی کے سپرد ہونی

چاہے، جو اللہ کے حلال و حرام کے امتداد میں ہیں۔ اور اس مقام و منزلت کے چھین لئے جانے کا سبب یہ ہے کہ آپ حق سے دور ہو گئے ہیں اور واضح دلائل کے باوجود سنت کے بارے میں اختلاف کا شکار ہیں۔

وَلَوْ صَبَّرْتُمْ عَلَىٰ الْاَذَىٰ وَ تَحَمَّلْتُمْ الْمُؤْوَنَةَ فِي ذَاتِ اللّٰهِ كَانَتْ اُمُوْرُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ تَرْدًا وَّ عَنْكُمْ تَصُدْرًا وَّ اِلَيْكُمْ تَرْجِعُ وَّ لِكَيْتُمْ مَكَّنْتُمْ الظّٰلِمَةَ مِنْ مَّنْزِلَتِكُمْ وَّ اسْتَسَلَّمْتُمْ اُمُوْرَ اللّٰهِ فِي اَيْدِيهِمْ يَعْمَلُوْنَ بِالشُّبُهَاتِ وَّ يَسْبِيْرُوْنَ فِي الشّهَوَاتِ

اگر آپ اہمیت و آزار جھیلنے اور اللہ کی راہ میں مشکلات برداشت کرنے کے لئے تیار ہوتے تو احکام الہی (اجراء کے لئے) آپ کی خدمت میں پیش کئے جاتے، آپ ہی سے صادر ہوتے اور (معاملات میں) آپ ہی سے رجوع کیا جاتا لیکن آپ نے ظالموں اور جاہلوں کو یہ موقع دیا کہ وہ آپ سے یہ مقام و منزلت چھین لیں اور اللہ کے حکم سے چلنے والے امور (وہ امور جن میں حکم الہی کسی پابندی ضروری تھی) اپنے کنٹرول میں لے لیں تاکہ اپنے اندازوں اور وہم و خیال کے مطابق فیصلے کریں اور اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کریں۔

سَلَطَهُمْ عَلَىٰ ذٰلِكَ فِرَاقِكُمْ مِنَ الْمَوْتِ وَّ اِعْجَابِكُمْ بِالْحَيَاتِ الَّتِي هِيَ مُفَارِقَتُكُمْ فَاَسَلَمْتُمْ الضّعْفَاءِ فِي اَيْدِيهِمْ فَمِنْ بَيْنِ مُسْتَعْبِدٍ مَّفْهُوْرٍ وَّ بَيْنِ مُسْتَضْعَفٍ عَلَىٰ مَعِيْشَتِهِ مَغْلُوْبٍ يَتَقَلَّبُوْنَ فِي الْمُلْكِ بِاَرَائِهِمْ وَّ يَسْتَشْعِرُوْنَ الْحَزْنَ بِاَهْوَائِهِمْ اِقْتِدَاءً بِالْاَشْرَارِ وَّ جُرْأَةً عَلَىٰ الْجُبَّارِ

وہ حکومت پر قبضہ کرنے میں اس لئے کامیاب ہو گئے کیونکہ آپ موت سے ڈر کر بھاگنے والے تھے اور اس فانی اور عارضی دنیا کی محبت میں گرفتار تھے۔ پھر (آپ کی یہ کمزوریاں سبب نہیں کہ) ضعیف اور کمزور لوگ ان کے چنگل میں پھنس گئے اور (نتیجہ یہ ہے کہ) کچھ تو غلاموں کی طرح کچل دیئے گئے اور کچھ مصیبت کے ماروں کی مانند اپنی معیشت کے ہاتھوں بے بس ہو گئے۔ -حکام اپنی حکومتوں میں خودسری، آمریت اور استبداد کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں ذلت و خواری کا سبب بنتے ہیں، بدتماش افراد کی پیروی کرتے ہیں اور پروردگار کے مقابلے میں گستاخی دکھاتے ہیں۔

فِي كُلِّ بَلَدٍ مِنْهُمْ عَلَىٰ مِنْبَرِهِ خَطِيْبٌ مِصْنَعٌ فَاَلْاَرْضُ لَهُمْ شَاغِرَةٌ وَّ اَيْدِيهِمْ فِيهَا مَبْسُوْطَةٌ وَّ النَّاسُ لَهُمْ حَوْلٌ لَا يَدْفَعُوْنَ يَدَ لَا مِسٍ فَمِنْ بَيْنِ جُبَّارٍ عَنِيدٍ وَّ ذِي سَطْوَةٍ عَلَى الضّعْفَةِ شَدِيْدٍ مُطَاعٍ لَا يَعْرِفُ الْمُبْدِءَ الْمَعِيْدَ

ہر شہر میں ان کا ایک ماہر خطیب ممبر پر بیٹھا ہے۔ زمین میں ان کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں ہے اور ان کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں (یعنی جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں) عوام ان کے غلام بن گئے ہیں اور اپنے دفاع سے عاجز ہیں۔ حکام میں سے کوئی حکم تو ظالم، جاہل اور دشمنی اور عناد رکھنے والا ہے اور کوئی کمزوروں کو سختی سے کچل دینے والا، ان ہی کا حکم چلاتا ہے جبکہ یہ نہ خیرا کو مانتے ہیں اور نہ روز جزا کو۔

فَيَا عَجَباً وَمَالِي لِأَعَجَبٍ وَالْأَرْضُ مِنْ غَاشٍ غَشُومٍ وَ مُتَّصِدِّقِ ظُلُومٍ وَعَامِلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ بِهَمِّ غَيْرِ رَحِيمٍ، قَالَ اللَّهُ
الْحَاكِمُ فِيمَا فِيهِ تَنَازَعْنَا وَالْقَاضِي بِحُكْمِهِ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَنَا

تعجب ہے اور کیوں تعجب نہ ہو! ملک ایک دھوکے باز ستم کار کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے مالیاتی عہدیدار ظالم ہیں اور صوبوں میں اسکے (مقرر کردہ) گورنر مومنوں کے لئے سنگ دل اور بے رحم۔ (آخر کار) اللہ ہی ان امور کے بارے میں فیصلہ کرے گا جن کے بارے میں ہمارے اور ان کے درمیان نزاع ہے اور وہی ہمارے اور ان کے درمیان پیش آنے والے اختلاف پر اپنا حکم صادر کرے گا۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَا كَانَ مِنَّا تَنَافُسًا فِي سُلْطَانٍ وَ لِأَلْتِمَاسًا مِنْ فُضُولِ الْخُطَامِ وَ لَكِنْ لِنُتْرَى الْمَعَالِمِ مِنْ دِينِكَ وَ نُظْهِرَ الْأَصْلَاحَ فِي بِلَادِكَ وَ يَأْمَنَ الْمَظْلُومُونَ مِنْ عِبَادِكَ وَ يُعْمَلَ بِفَرَائِضِكَ وَ سُنَنِكَ وَ أَحْكَامِكَ فَإِنَّكُمْ إِنْ لَا تَنْصُرُونَا وَ تَنْصِفُونَا قَوِي الظَّلْمَةَ عَلَيْكُمْ وَ عَمِلُوا فِي إِطْفَاءِ نُورِ نَبِيِّكُمْ وَ حَسَبْنَا اللَّهَ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا وَ إِلَيْهِ أُنَبْنَا وَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ

(امام نے اپنے خطاب کا اختتام ان الفاظ پر فرمایا)

بارہا! تو جانتا ہے کہ جو کچھ ہماری جانب سے ہوا (بنی امیہ اور معاویہ کی حکومت کی مخالفت میں) وہ نہ تو حصول اقتدار کے سلسلے میں رسہ کشی ہے اور نہ ہی یہ مال دنیا کی افزوں طلبی کے لئے ہے بلکہ صرف اس لئے ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تیسرے دین کس نشانیوں کو آشکار کر دیں اور تیری مملکت میں اصلاح کریں، تیرے مظلوم بندوں کو امان میسر ہو اور جو فرائض، قوانین اور احکام تو نے معین کئے ہیں ان پر عمل ہو۔ اب اگر آپ حضرات (حاضرین سے خطاب) نے ہماری مدد نہ کی اور ہمارے ساتھ انصاف نہ کیا تو ظالم آپ پر (اور زیادہ) چھا جائیں گے اور ((نور نبوت)) کو بجھانے میں اور زیادہ فعال ہو جائیں گے۔ ہمارے لئے تو بس خدا ہی کافی ہے، اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف ہماری توجہ ہے اور اسی کی جانب پلٹنا ہے۔

یہ وہ خطبہ تھا جو امام حسین علیہ السلام نے منیٰ میں ارشاد فرمایا اور تمام حاضرین کو تاکید کی کہ یہ بیعت دوسروں تک پہنچانے کی حتی الامکان کوشش کریں تاکہ رفتہ رفتہ تمام مسلمان، پیکر اسلام کو پہنچنے والے ان نقصلات سے آگاہ ہو جائیں جن کے نتیجے میں اسلام کی اساس کو خطرہ لاحق ہے۔

اس خطبے میں موجود اہم نکات اور نتائج

امام حسین علیہ السلام نے اس خطبے میں امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد مختلف معاشرتی اور مذہبی پہلوؤں نیز اسلامی معاشرے پر معاویہ ابن ابی سفیان کے اقتدار کے اسباب اور ان وجوہات کا ذکر کیا ہے جن کے سبب مسلمانوں کے معاملات معاویہ کے ہاتھوں میں آ گئے۔ اس کے بعد آپ نے اسلام کے مستقبل کے لئے نقصان دہ خطرات کی جانب اشارہ کیا، اور مسلمانوں کو خبردار کیا کہ اگر اب بھی وہ خاموش اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے اور عمائدین قوم، اور ملت کے باشعور افراد نے ہوش کے ناخن نہ لےئے اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا تو نہ صرف یہ کہ نور نبوت ماند پڑ جائے گا بلکہ خطرہ یہ ہے کہ کہیں یہ مشعل فرودزاں، اسلام دشمنوں کے ہاتھوں ہمیشہ کے لئے بجھ ہی نہ جائے۔

فرزند رسول نے اس خطبے کے ذریعے حاضرین کے سامنے قرآن اور عترت کی مظلومیت کو بیان کیا اور یہ ذمہ داری ان کے سپرد کی کہ جہاں تک ممکن ہے وہ اس پیغام کو مملکت اسلامی کے تمام باشعور اور دیندار افراد تک پہنچائیں اور انہیں اس خطرے سے آگاہ کریں۔

اگرچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس خطبے کی مفصل تشریح کی جائے کیونکہ اس کا ایک ایک جملہ علمی اور تاریخی لحاظ سے تشریح طلب ہے (35) لیکن فی الحال یہاں نتیجہ گیری کی صورت میں ہم اپنے خیال اور سطح فکر کی حد تک صرف چند نکات قارئین کس خدمت میں پیش کریں گے۔

زمانی اور مکانی حالات

اس خطبے کے مضامین کی تشریح سے پہلے خطبہ ارشاد فرمانے کے زمان و مکان اور خطبے کے طرز بیان پر توجہ دینا ضروری ہے۔ اس خطبے کے لئے خاص مقام (منی) اور خاص وقت (ایام حج) کا انتخاب کیا گیا۔ مملکت اسلامی کی اہم ترین شخصیات بشمول خواتین کو دعوت دی گئی، بنی ہاشم کے عمائدین اور مہاجر و انصار صحابہ کرام بھی مدعو تھے۔ خاص کر اس اجتماع میں ۲۰۰ ایسے افراد شریک تھے جنہیں رسول گرامی کی صحابت اور ان سے براہ راست مستفیض ہونے کی سعادت حاصل تھی۔ ان ۲۰۰ کے علاوہ ۸۰۰ سے زائد افراد اصحاب رسول کی اولاد (تابعین) تھے۔

جلسہ گاہ: یہ جلسہ منی میں تشکیل پایا، جو بیت اللہ سے نزدیک، توحید اور وحدانیت کے علمبردار حضرت ابراہیم سے منسوب اور قربانی و ایثار کی مثال حضرت اسماعیل کی قربانگاہ ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ہر قسم کے امتیازات سے دستبردار ہو کر خدا کے سوا ہر

چیز کو بھلا دینا یا جانا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں انسان شیطان اور طاغوتوں پر کنکر برساکے ندائے حق پر لبیک کہتا ہے اور راہِ خیرا میں قربانی اور ایمان اور اسلام کے راستے میں تن، من، دھن کی بازی لگانے کے لئے حضرت اسماعیل کے یابت افعل ماتومر (36) سے درس لیتا ہے اور سجنئی انشاء اللہ من الصابرين (37) کو نمونہء عمل قرار دے کر اللہ کی راہ میں سختیوں، مشکلات اور حتس ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے عزم کا اعلان کرتا ہے۔

زمانہ : یہ جلسہ ایام تفریق میں منعقد ہوا۔ یہ وہ وقت ہے جب یہاں پہنچنے والے اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت، خدا سے ارتباط اور عمرے کے اعمال انجام دے کر، منزل عرفات سے گزر کر، مشعر کے بیابان میں رات بسر کر کے، اور قربانی انجام دینے کے بعد فرزند رسول کا حیات آفرین پیغام قبول کرنے کے لئے معنویت اور روحانیت کی ایک منزل پر پہنچ چکے ہیں۔

خطبے سے مربوط اہم نکات

۱ - ولایت سے انحراف

اس خطبے میں امام حسین نے جس بات کی طرف سب سے پہلے اشارہ کیا وہ (لوگوں کا) حق سے منحرف ہو جانا، ولایت اور حکومت کو اس کے صحیح راستے سے ہٹا دینا اور اس بنیادی ترین مسئلے کے بارے میں رسول گرامی کی وصیت کو بھلا دینا تھا۔ رسول گرامی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اعلان نبوت کے ابتدائی ایام سے لے کر اپنی نبوت کی پوری ۲۳ سالہ مسرت میں متعدد مرتبہ امامت اور ولایت کے موضوع پر گفتگو کی اور اس سلسلے میں مختلف موقعوں پر، مختلف طریقوں سے لوگوں کے سامنے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا تعارف کرایا۔ انہی مواقع میں سے ایک نمایاں اور محسوس موقع سد ابواب (گھروں کے دروازے بند کروانے) والا واقعہ ہے۔ مدینہ تشریف لانے کے بعد رسول کریم نے مسجد تعمیر کروائی اور پھر اسکے اطراف مکانات اور حجرے بنوانے کے دوران سد ابواب الالباب علی (38) کا دو ٹوک حکم صادر فرمایا اور اسکے بعد وضاحت فرمائی : ما انا سدوت ابوابکم و لکن اللہ امرنی بسر ابوابکم و فتح بابہ (میں نے اپنی طرف سے دروازے بند نہیں کروائے ہیں بلکہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ تمہارے دروازے بند نہ کروا دوں اور ان (علی) کا دروازہ کھلا رکھوں۔

یہ تعارف اسکے بعد بھی ات وی کل مومن بعدی (39) اور ایسے ہی دوسرے ارشادات کے ذریعے جاری رہا۔ یہاں تک کہ رسول کریم نے اپنی زندگی کے آخری مہینوں اور آخری ایام میں اس حساس اور اہم موضوع کو عوام الناس کے درمیان انتہائی کھلے لفظوں میں

، غدیر خم کے موقع پر اور مسجد و منبر سے بیان کیا تاکہ پھر اسکے بعد کسی کے لئے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور کسی کو تاویل و تفسیر کا کوئی راستہ نہ ملے۔ منی کے جلسے میں موجود متعدد افراد خود ان مواقع کے شاہد و ناظر تھے یا انہوں نے قابل اعتماد اصحاب اور عینی شاہدوں سے سنا تھا۔ لہذا امام حسین علیہ السلام کے ہر بیان کے بعد ان کا جواب یہی تھا کہ اللھم نعم۔

بہر صورت وجہ کوئی بھی ہو (رسول اکرم کی تمام تر کوششوں کے باوجود) یہ احراف وجود میں آیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا گیا۔ کیونکہ خلافت کا پہلا مرحلہ (رسول اکرم کی) وصیت کی نفی کر کے اصحاب کے اجماع اور فیصلے کو دلیل بنا کر طے کر لیا گیا جبکہ صرف دو سال بعد دوسرا مرحلہ اجماع کو پس پشت ڈال کے، صاحب نظر افراد کے کسی قسم کے اظہار نظر کے بغیر، ارباب حل و عقد اور ماہرین کی رائے کو نظر انداز کرتے ہوئے وصیت کی بنیاد پر طے کیا گیا، اور اسکے دس سال بعد خلیفہ سوم کے انتخاب کے لئے گزشتہ دو خلفاء کے انتخاب کے طریقے کے برخلاف شوری کے نام سے ایک تیسرا راستہ اپنایا گیا۔

خلیفہ کے انتخاب کے سلسلے میں اختیار کئے جانے والے یہ تین مختلف اور متضاد راستے اور راہ حق کے مقابلے میں ایجاد ہونے والا یہ احراف شاید بعض افراد کے نزدیک صرف ماضی کی ایک داستان اور انجام پا چکنے والا عمل ہو لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے جوڑ نتاؤں اور نقصانات سامنے آئے، وہ اتنے گہرے اور وسیع ہیں کہ نہ ہی اجتماعی امور کا کوئی ماہر ان کا مکمل تجزیہ و تحلیل کر سکتا ہے اور نہ ہی حتیٰ کوئی محقق اور مورخ انہیں کما حقہ بیان کر سکتا ہے۔

امیر المومنین کے زمانے کے واقعات انہی کے بیانات کی روشنی میں

اس زمانے کی بعض معاشرتی اور مذہبی مشکلات کو امیر المومنین کے درج ذیل کلام میں محسوس کیا جا سکتا ہے اور یوں احساں ہوتا ہے کہ گویا امام حسین کا خطبہ امیر المومنین کے اسی کلام کی تشریح ہو۔

اس کلام میں خلفائے اول اور دوم کے طریقہ و انتخاب اور اس دوران ہنی صورتحال اور مقام کو بیان کرنے کے بعد، امیر المومنین نے ان واقعات، غلطیوں، خامیوں اور مصیبتوں کی طرف اشارہ کیا جو خلیفہ ثانی اور ثالث کے زمانے میں پیش آئیں، جس نے مسلمانوں کو مجبور کیا کہ وہ امیر المومنین سے رجوع کریں۔ اسی طرح اس کلام میں ان قبیح اعمال کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے، جو نفسانی خواہشات، حب دنیا، جاہ و مقام اور مال و منال کی خاطر بعض مسلمانوں نے انجام دیئے۔ آپ فرماتے ہیں:

((خدا کی قسم لوگ ان (خلیفہ دوم) کے زمانے میں کج روی، سرکشی، ممتنون مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے اس طویل مدت اور شدید مصیبت پر صبر کیا، یہاں تک کہ انہوں نے بھی اپنی راہ لی اور خلافت کو ایک جماعت میں محدود کر گئے اور مجھے بھی اس جماعت کا ایک فرد خیال کیا۔ لہ مجھے اس شوری سے کیا واسطہ؟ ان میں کے سب سے پہلے ہی کے مقابلے میں میرے استحقاق اور فضیلت میں کب شک و شبہ تھا، جو اب ان لوگوں میں، میں بھی شامل کر لیا گیا۔ مگر میں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ۔ جب وہ زمین کے نزدیک ہو کے پرواز کرنے لگیں تو میں بھی ایسا ہی کرنے لگوں اور جب وہ اونچے اڑنے لگیں تو میں بھس اس طرح پرواز کروں (یعنی حتی الامکان کسی نہ کسی صورت میں نہہ کرتا رہوں)۔

ان (اراکین شوری) میں سے ایک شخص تو کینہ و عناد کی وجہ سے میرا مخالف ہوا اور دوسرا دامادی اور بعض ایسی باتوں کس وجہ سے اوسر جھک گیا جن کا بیان مناسب نہیں۔ یہاں تک کہ اس قوم کا تیسرا پیٹ پھلائے سرگین اور چارے کے درمیان کھڑا ہوا اور اسکے ساتھ ساتھ اس کے بھائی بند بھی اٹھ کھڑے ہوئے، جو اللہ کے مال کو اس طرح بگلتے تھے جس طرح اونٹ فصل بہار کا چارہ چرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آگیا جب اس کی بیٹی ہوئی رسی کے بل کھل گئے اور اس کی بد اعمالیوں نے اس کا کام تمام کر دیا اور شکم پری نے اسے منہ کے بل گرا دیا۔ اس وقت مجھے لوگوں کے ہجوم نے دہشت زدہ کر دیا جو میری طرف ہجو کے ایال کی طرح ہر طرف سے مسلسل بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ صورت یہ ہو گئی تھی کہ حسن اور حسین کچلے جا رہے تھے اور میری چوڑے کتے دونوں کنارے پھٹ گئے تھے۔ وہ سب میرے گرد اس طرح گھیرا ڈالے ہوئے تھے جیسے بکریاں بھیڑیے کے حملے کس صورت میں اپنے چرواہے کے گرد جمع ہوجاتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جب میں نے خلافت کی ذمے داریاں سنبھالیں تو ایک گروہ نے بیعت توڑ ڈالی اور دوسرا دین سے نکل گیا اور تیسرے گروہ نے فسق اختیار کیا۔ گویا ان لوگوں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا ہی نہ تھا کہ: یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کیلئے قرار دیا ہے جو دنیا میں نہ (بے جا) بلندی چاہتے ہیں، نہ فساد پھیلاتے ہیں اور اچھا انجام پر ہیروز گاروں کتے لئے ہے۔ ہاں ہاں! خدا کی قسم ان لوگوں نے اس آیت کو سنا تھا اور یاد کیا تھا لیکن ان کی نگاہوں میں دنیا کا جمال کھب گیا تھا اور اس کی سچ دھج نے انہیں دیوانہ کر دیا تھا۔)) (40)

امیرالمومنین کے مذکورہ بالا خطبے کے آخری الفاظ میں آپ کا درد دل ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ لہذا جب آپ نے زمام خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اسلام کے صحیح قوانین کا نفاذ اور عدل و انصاف کا بول بالا ہوا اور جب انہوں نے ان الفاظ کتے ساتھ اپنے پروگرام کا اعلان کیا کہ: واللہ لو وجدته قد تزوج به النساء وملك به الاماء لردته فان في العدل سعة ومن ضاق عليه العدل فالجور به اضيق۔۔ (خدا کی قسم

اگر مجھے کوئی مال اس حالت میں مل جاتا جسے عورتوں کا مہر بنایا دیا گیا ہے، یا اسے کنیز کی قیمت کے طور پر دیا گیا ہے تو بھی اسے واپس کرا دیتا۔ اس لئے کہ انصاف میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے اور جس کے لئے انصاف میں تنگی ہو اسکے لئے ظلم میں تو اور بھی تنگی ہوگی۔ نبیؐ البلاغہ خطبہ نمبر ۱۵) تو ۲۵ سال کی بے راہ روی، رسول اللہ کی سیرت سے دوری اور قانون شکنی اور حق تلفی کا عادی ہوجانے کی وجہ سے، لوگ حق و عدالت کے قیام کے لئے امیر المومنین کی کوششوں کو جرم سمجھنے لگے اور آپ کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے اور آپ کے خلاف ایک داخلی جنگ کا آغاز کر دیا۔

کچھ لوگ اگرچہ براہ راست اس جنگ میں شامل نہیں تھے لیکن انہوں نے اپنی خاموشی کے ذریعے دشمن کو مضبوط کیا۔ اس کے نتیجے میں بجائے یہ کہ امیر المومنین کی طاقت عدل و انصاف کے اجراء اور قرآن و سنت کے اہداف و مقاصد کو جامہء عمل پہنانے کے سلسلے میں صرف ہوتی، آپ کی تمام تر تو جہات اسلام کی بنیادوں کے تحفظ اور اسلامی معاشرے کی حفاظت پر مرکوز ہو گئیں۔ حد یہ ہے کہ۔ ان داخلی جنگوں اور اندرونی اختلافات کے نتیجے میں لشکر حق اتنا کمزور اور بے اثر ہو گیا اور اس صورتحال نے امیر المومنین کو ایسا آزرہ خاطر کیا کہ آپ نے بارگاہ الہی میں التجا کرتے ہوئے یوں عرض کی :

اللہم انی قد مللتہم وملونی وسئمتہم وسئموننی، فابدلنی
بہم خیرا منہم، وابدلہم بی شرامنی

((اے پروردگار! میں ان سے تنگ آ گیا ہوں اور یہ مجھ سے تنگ آ گئے ہیں۔ میں ان سے اکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں۔))

ہذا مجھے ان سے بہتر قوم عنایت کر دے اور انہیں مجھ سے بدتر حاکم دے دے۔))

نیز فرمایا :

واللہ لا ظن ان ہولاء القوم سید الون منکم با جتماعہم علی باطلہم، وتفرقکم عن حقکم وبمعصیتکم اما مکم فی الحق، وطاعتہم امامہم فی الباطل، وبادائہم الامانۃ الی صاحبہم و خیانتکم، وبصلاحہم فی بلادہم وفساد کم

((اور خدا کی قسم میرا خیال یہ ہے کہ عنقریب یہ لوگ تم سے اقتدار چھین لیں گے۔ اس لئے کہ یہ اپنے باطل پر متحذ ہیں اور تم اپنے حق پر متحذ نہیں ہو۔ یہ اپنے پیشوا کی باطل میں اطاعت کرتے ہیں اور تم اپنے امام کی حق میں بھی نافرمانی کرتے ہو۔ یہ اپنے مالک کی امانت اس کے حوالے کر دیتے ہیں اور تم خیانت کرتے ہو۔ یہ اپنے شہروں میں امن و امان رکھتے ہیں اور تم اپنے شہروں میں بھی فساد کرتے ہو۔))

بھی فساد کرتے ہو۔)) (نبیؐ البلاغہ - خطبہ نمبر ۲۵)

ساتھ ہی پیش گوئی فرمائی کہ پیش آمدہ حالات میں (جبکہ تم اپنے رہبر اور امام کی طرف سے عائد ہونے والے فریضے کی ادائیگی میں سستی کرتے اور نافرمانی برتتے ہو اور دشمن اپنے مکرو فریب میں ہر روز موثر قدم بڑھا رہا ہے) جلد ہی معاویہ۔ اور اس کے طرفدار کامیاب ہو کر تم پر مسلط ہو جائیں گے اور یوں ایک مستقبل اور ہولناک مقدر تمہارے انتظار میں ہے۔

اما انکم ستلقون بعدی ذلا شاملا و سیفا قاطعا واثرةیتخذھا الظالمون فیکم سنة(41)

((مگر آگاہ رہو کہ میرے بعد تمہیں ہر طرف سے چھا جانے والی ذلت اور کاٹنے والی تلوار کا سامنا کرنا ہے اور ظالموں کے اس وقیرے سے سابقہ پڑنا ہے کہ وہ تمہیں محروم کر کے ہر چیز اپنے لئے مخصوص کر لیں۔))

اور آخر کار امیرالمومنین کی دعا: فابدلنی خیرا منھم (ان کی بجائے ان سے بہتر افراد مجھے عنایت فرما) پوری ہوئی اور ان افسردہ کسی بجائے جن سے امیرالمومنین رنجیدہ تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول اللہ، انبیاء اور اولیاء کے ہمراہ اپنے جوارِ خاص میں مقام عنایت فرمایا۔ اور آپ نے اپنی خون آلود اور مجروح پیشانی کے ساتھ آخری کامیابی کا استقبال کیا اور فرات و رب الکعبہ (42) کھتے ہوئے اپنے رب سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔

امام حسن کا طریقہء کار

امیرالمومنین علی علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند اور نواسہ رسول (امام حسن مجتبیٰ) نے فیصلہ کیا کہ بنی امیہ کے فرسودہ اشراف اور معاویہ کے ساتھ مقابلے کے سلسلے میں وہ بھی امیرالمومنین ہی کے راستے پر قدم بڑھائیں گے اور ماضی کے کفر اور آج کی منافقت کی مخالفت کو امامت اور رہبری کی بنیادی ذمہ داری قرار دیں گے، کیونکہ وہ بھی برحق

امام تھے اور جو انان جنت کے سردار تھے، ان کا راستہ اور منصوبہ وہی تھا جو امیرالمومنین کا راستہ اور منصوبہ تھا۔

لہذا آپ نے معاویہ کے خلاف جنگ کا حکم صادر فرمایا اور لشکر کوفہ کو جمع کرتے ہوئے، خود فوج کے سپہ سالار اور قائد کے طور

پر محاذ کی طرف روانہ ہوئے۔

لیکن جنگ کے آغاز ہی میں ایک طرف تو خود اپنے لشکر میں موجود بے وفا افراد کی وجہ سے، جن کی تن آسانی اور سستی کسی

امیرالمومنین بھی ہمیشہ مذمت کیا کرتے تھے اور ان کی بے وفائی اور غیر ذمہ داری کا درگاہ الہی میں شکوہ کرتے تھے اور دوسری طرف

ابوسفیان کے بیٹے کی چلاکی کی وجہ سے امام حسن اپنے قلبی رحمان کے برخلاف جنگ بندی قبول کرنے اور ایسے معاہدے پر دستخط کرنے پر مجبور ہوئے جس پر عمل درآمد کی انہیں امیر حمزہ کا جگر چبانے والی ہندہ کے بیٹے معاویہ ابن ابوسفیان سے کوئی امید نہ تھی۔

امام حسن بن علی نے اس تاریخی سانحے اور بظاہر اپنے نرم رویے کے بنیادی اسباب کا مختلف موقعوں پر ذکر فرمایا ہے اور اپنے زمانے کے لوگوں کے سامنے اس سلسلے میں اپنی اندرونی غم انگیز کیفیت کا متعدد مواقع پر اظہار کیا ہے۔ انہوں نے ایک تقریر کے دوران جبکہ معاویہ بھی وہاں موجود تھے یوں ارشاد فرمایا:

((اے لوگو! معاویہ یوں ظاہر کرتے ہیں جیسے صلح کی قرارداد قبول کر کے میں نے انہیں مقام خلافت کا مستحق سمجھا ہے۔ ان کا یہ کہنا درست نہیں کیونکہ اللہ کی کتاب اور سنت نبی کے مطابق لوگوں کی رہبری اور قیادت ہمارے خاندان کے لئے ہے (یعنی یہ۔ کیسے ممکن ہے کہ میں کتاب و سنت کے برخلاف عمل کروں) اور خدا کی قسم اگر لوگ ہمارے ساتھ کی جانے والی بیعت میں وہاں رہتے اور ہماری اطاعت کرتے اور ہماری مدد کرتے تو خداوند متعال زمین و آسمان کی برکتیں ان پر نازل کرتا۔

(پھر معاویہ سے مخاطب ہو کے فرمایا) اور پھر تم لوگوں پر حکومت اور بالادستی کا خواب نہ دیکھ سکتے۔ اے معاویہ! تم رسول اللہ کے اس فرمان سے باخبر ہو کہ جو قوم بھی اپنی حکومت اور سرپرستی آگاہ اور باخبر افراد کے ہوتے ہوئے بے خبر اور بے صلاحیت لوگوں کے سپرد کر دے تو تباہی اور بربادی اس قوم کا مقدر ہو جائے گی اور وہ قوم پتھروں کی عبادت (یا گوسالہ پرستی) کا شکار ہو جائے گی۔))

پھر فرمایا:

((بنی اسرائیل نے یہ جاننے کے باوجود کہ ہارون، موسیٰ کے جانشین اور خلیفہ ہیں، انہیں ترک کر دیا اور پتھروں کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ مسلمانوں کے درمیان بھی ایسا ہی احراف پیش آیا اور حضرت علی کے بارے میں رسول اللہ کی اس ہدایت کے ہوتے ہوئے کہ: یا علی! انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ (اے علی! آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی) مسلمانوں نے علی کو چھوڑ دیا اور اس کے برے نتائج کا شکار ہو گئے۔))

پھر امام حسن نے معاویہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

((جس زمانے میں رسول اللہ لوگوں کو اللہ اور توحید کی دعوت دے رہے تھے، انہوں نے غار میں پناہ لی تھی اور اگر ان کے انصار و اعوان ہوتے تو وہ ہرگز لوگوں سے دور نہ ہوتے۔ اے معاویہ! اگر میرے اعوان و انصار ہوتے تو میں بھی کبھی صلح کا معاہدہ قبول نہ کرتا۔))

پھر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :

((اللہ تعالیٰ نے ہارون کا عذر قبول کیا، جب ان کی قوم نے انہیں چھوڑ دیا تھا اور ان کے قتل کے منصوبے بنا رہے تھے۔ اسی طرح اللہ نے نبی اکرم کے عذر کو بھی قبول کیا جب وہ اپنا کوئی مددگار نہیں پاتے تھے اور اپنی قوم سے دوری اختیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ میرے اور میرے والد علی کے عذر کو بھی قبول کرے گا کیونکہ ہمیں بھی اپنے اردگرد اعوان و انصار نظر نہیں آتے تھے۔ ہذا ہم نے) دوسروں کے ساتھ گزارہ کیا۔ اور یہ سب تاریخ کے قوانین اور ایک جیسے واقعات ہیں جو ایک کے بعد ایک واقع ہوتے ہیں۔))

امام نے اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا :

((لوگو! اگر مشرق و مغرب میں تلاش کرو تب بھی میرے اور میرے بھائی کے علاوہ تمہیں کوئی فرزند نبی نہیں ملے گا۔)) (43)

اسی طرح جب امام کے جاننے والوں میں سے کسی نے صلح کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب میں یوں فرمایا:

((خدا کی قسم میں نے یہ صلح اور معاہدہ صرف اس وقت قبول کیا جب دیکھا کہ کوئی ساتھ دینے والا نہیں ہے اور اگر اس مقصد کے لئے میرے پاس طاقت و قوت (انصار و اعوان) ہوتی تو دن رات معاویہ سے جنگ کرتا یہاں تک کہ جو خدا کو منظور ہوتا وہ انجام پاتا :

وَاللّٰهُ، مَا سَلَّمْتُ اِلَّا مَرَّ اِلَيْهِ الْاَنْبِيَاءُ لَمْ اَجِدْ اَنْصَارًا وَّلَوْ وَجَدْتُ اَنْصَارًا لَقَاتَلْتُهُ لَيْلِي وَّنَهَارِي حَتّٰى يَخْرُجَ اِلَيَّْ مِنَ الْبَيْتِ وَبَيْنَهُ)) (44)

خلاصہء کلام یہ کہ اگر امیر المومنین علیہ السلام اپنے اہداف و مقاصد کو حاصل نہ کر سکے اور امام حسن، معاویہ کے ساتھ صلح پر مجبور ہوئے اور اگر معاویہ کو اتنی قدرت ملی کہ وہ مسلمانوں پر اپنے اقتدار کے حصول میں کامیاب ہوں اور انہیں ذلت و رسوائی سے دوچار کر دیں، انہیں اسلام و قرآن سے دور کر دیں اور یہاں تک کہ امت اسلامی کی تقدیر یزید جیسے خطرناک شخص کے سپرد کر دیں، تو اس کا ایک اہم ترین سبب یہ تھا کہ مسلمانوں نے اپنے امام اور ولی کی اطاعت میں کوتاہی کی اور معاشرے کے بعض سرکردہ ترین افراد نے اپنے رہبر اور امام کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں پر توجہ نہیں دی۔ یہ افراد نہ صرف یہ کہ امام کے احکام و فرامین کی اطاعت

پر تیار نہ تھے اور ان کی معنوی اور روحانی رہبری میں قدم بڑھانے سے گریز کرتے تھے بلکہ اس کے برخلاف ایسے بے جا اعتراضات، بہانے اور چوں و چرا کیا کرتے تھے کہ آخر کار ناقابل تلافی نقصانات اٹھانے پڑے۔

۲- امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت

امام حسین نے اپنے اس نورانی اور تاریخی خطبے کے دوسرے حصے میں بالعموم تمام مسلمانوں اور بالخصوص مہاجرین اور انصار کو مخاطب کیا ہے اور فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (جس پر اسلامی معاشرے کی اساس استوار ہے) کی انجاندہی کے سلسلے میں ان کی سستی اور بے توجہی کی مذمت اور ان کی سرزنش فرمائی ہے، اور معاشرے میں ظلم و ستم پھوٹ پڑنے اور مسلمانوں کے مقرر پر ظالم اور ستمگر افراد کے تسلط (جس کا ذکر آپ نے اپنے اس خطبے کے تیسرے حصے میں کیا ہے) کا ایک سبب اس اہم فریضے کے سلسلے میں مسلمانوں کی کوتاہی کو قرار دیا ہے۔

(نوٹ: معاویہ سے جنگ ترک کرنے کے بارے میں امام حسن کے اس واضح بیان کو پیش نظر رکھا جائے تو رسول مقبول سے منسوب کی جانے والی یہ حدیث: اِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُصَلِّحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (میرا یہ فرزند (حسن) سیدو سالار ہے اور امید ہے کہ خداوند عالم اسکے توسط سے مسلمانوں کے دو گروہوں کو صلح کرے گا) جو امام حسن کی فضیلت کے عنوان سے صحیح بخاری اور اہل سنت کے دوسرے منابع حدیث میں نقل کی گئی ہے اور شیعہ کتب میں بھی داخل ہوئی ہے، جعلی حدیث محسوس ہوتی ہے، جسے بنی امیہ کے حدیث سازی کے کارخانے میں تیار کیا گیا ہے تاکہ تاریخی حقائق کو الٹ پلٹ دیں اور امام حسن کے مخالف لشکر کو مسلمانوں میں شہد کریں اور ان کا خون بہانے کو حرام اور صلح کے مسئلے کو ایک واجب عمل اور امام حسن کی نسبت سے ایک اولیٰ حکم ظاہر کریں۔ لیکن امام حسن کسی گفتار سے واضح ہے کہ آپ نے بحالت مجبوری صلح قبول کی تھی اور اگر آپ کو جانثار اصحاب و انصار کی خاطر خواہ تعداد میسر ہوتی اور حالات آپ کے حق میں سزاوار ہوتے تو آپ حتمی کامیابی تک معاویہ کے خلاف جنگ جاری رکھتے اور آپ معاویہ کے پیروکاروں کو فتنین من المسلمین شہد نہیں کرتے تھے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہم ترین پہلو

لیکن امام کے خطاب کے اس حصے میں جو بات انتہائی قابل توجہ اور اہمیت کی حامل ہے، وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وسیع مفہوم اور اس کے مختلف پہلوؤں کی تشریح اور اس بنیادی مسئلے کے اہم ترین رخ اور عملی پہلو کی جانب اشارہ ہے۔ کیونکہ۔ امام نے قرآن کریم کی دو آیات کو بطور سند پیش کرتے ہوئے فرمایا: اگر معاشرے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر برقرار ہو تو جھوٹے بڑے تمام واجبات پر عمل ہو اور تمام مشکلات حل ہو جائیں۔ اس کے بعد نمونے اور مصداق کے طور پر پانچ امور کو نکتہ وار درج ذیل صورت میں بیان کیا:

۱- وذلک ان الامر بالمعروف و النهی عن المنکر دعاء الی الاسلام: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کی طرف دعوت (فکری اور عقیدتی جہاد کے مساوی) ہے۔

۲- مع رد المظالم: مظلوموں کو ان کے حقوق لوٹانا ہے۔

۳- ومخالفة الظالم: ظالم کے خلاف جد و جہد ہے۔

۴- وقسمة الفیء والغنائم: مال غنیمت اور عوامی دولت کی عادلانہ تقسیم ہے۔

۵- واخذ الصدقات من مواضعها ووضعتها فی حقها: زکات اور دوسرے مالی واجبات کی صحیح جمع آوری اور ٹھیک ٹھیک مقلات پر انہیں خرچ کرنا ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس وسیع سطح پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انجام دینا، (جس میں ظالم کا مقابلہ، حقوق کس بازبانی، ظلم و ستم کا جو سے خاتمہ اور معاشرے میں عدل و انصاف کا قیام شامل ہے) حکومت اسلامی کے قیام اور ان امور کے اجراء کے لئے قوت ہاتھ میں لئے بغیر محض انفرادی سطح پر تلقین اور زبانی طور پر لچھائیوں کی تاکید سے ممکن نہیں۔

امام حسین علیہ السلام کا یہ بیان درحقیقت ان لوگوں کے لئے واضح جواب ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے اہم اور بنیادی فریضے کو انتہائی محدود پیمانے میں، انفرادی سطح پر اور عمل کی بجائے محض زبانی کلامی تلقین میں منحصر سمجھتے ہیں۔

اسی طرح یہ خطاب اسلامی حکومت کے قیام کے واجب ہونے اور معاشرے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عملی اجراء کے لئے ایک مضبوط دلیل فراہم کرتا ہے۔

اسی بنا پر اور ایسے ہی متعدد دلائل کی روشنی میں بعض بزرگ شیعہ فقہا نے جہاد جیسے فریضے کو اس کی تمام تر عظمت ، وسعت اور احکام کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ایک شاخ قرار دیا ہے اور اسے ان دو اشد اہم فرائض کا ایک حصہ۔ شمسد کرتے ہیں۔

زیارت امام حسین میں درج ہونے والا جملہ: اشہد انک قد اتمت الصلاة وآیت الزکاة وامرت بالمعروف و نہیت عن المنکر بھس اس حقیقت کا گواہ ہے اور اس مفہوم کی وضاحت کرتا ہے کہ حکومت یزید کی مخالفت میں امام حسین علیہ السلام کا جہاد اور مبارزہ درحقیقت فرائض الہی کی ادائیگی ، نماز و زکات کے قیام اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کی انجام دہی کے لئے تھا۔ مختصر یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا صحیح ، وسیع اور جامع مفہوم معاشرے میں عدل و انصاف کا رواج اور سماج سے ظلم و فساد کا مکمل خاتمہ ہے۔ جس کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی حکومت قائم ہو، اور اگر کسی معاشرے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس کے اس مفہوم میں اجراء نہ ہو اور اسلامی اصولوں کے مطابق حکومت قائم نہ کی جائے تو پھر قدرتی طور پر یہ ہو گا کہ۔ اسکی جگہ ظالم و ستمگر اور بدقماش افراد معاشرے پر چھا جائیں گے۔ اسی بات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے امیر المومنین نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا:

ولا تتركوا الامر بالمعروف و النهی عن المنکر فیولی علیکم اشرار کم فتدعون فلا یستجاب لکم۔

((امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کسی صورت میں ترک نہ کرنا، ورنہ تمہارے برے تم پر حاکم ہو جائیں گے، پھر دعائیں بھی مانگو

گے تو پوری نہیں ہوں گی۔)) (45)

۳۔ تاریخ کے پست سرشت افراد

امام حسین علیہ السلام کے اس اہم خطبے کے یہ تین حصے ایک اعتبار سے فلسفہء تاریخ کے درس اور علم اجتماعیات کے وہ گہرے نکات ہیں جن میں اسلام کے ابتدائی ۵۰ سال کے دوران مسلمانوں کی معاشرتی تبدیلیوں کے اسباب بیان ہوئے ہیں، اسلام کی عظمت کے ابتدائی دور ہی میں ظالموں اور ستمگروں کے قابض ہونے کی وجوہات ذکر ہوئی ہیں، اہل بیت اطہار کی حق تلفی اور معاویہ ابن ابی سفیان کے حاکم ہو جانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور تین مختلف پہلوؤں سے ان مسائل کا جائزہ لیا گیا۔

اس خطبے میں درحقیقت آیت قرآن: ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یتغیروا

مابانفسہ کی تاریخی شواہد اور انتہائی محسوس دلائل کی روشنی میں انتہائی خوبصورت اور دلنشین انداز میں تفسیر کی گئی ہے۔ نیز اس خطبے میں امام حسین علیہ السلام کے اندرونی رنج و اندوہ اور ان کی تشویش کا اظہار بھی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ خطبہ تاریخ اسلام میں آنے والے تمام مسلمانوں بالخصوص علما کے لئے تنبیہ اور بیداری کا پیغام بھی ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے خطبے کے تیسرے حصے میں اس اہم اور تاریخی اجتماع میں موجود مسلمانوں، اصحاب رسول اور ان کی اولادوں کو مخاطب قرار دیا۔ یہ لوگ مذہبی اور سماجی مقام کے حامل ایسے سرکردہ افراد تھے جو اپنے کردار کے ذریعے معاشرے میں ایک تحریک ایجاد کر سکتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کا قول و عمل، گفتار و کردار حرکت اور سکون افراد ملت کے لئے نمونہ و عمل اور لائق تقلید تھا۔

انہیں چاہئے تھا کہ اپنی شخصیت کی اہمیت اور اس کے مرتبے کو پہچانتے اور اپنی صحیح حیثیت کا اندازہ لگاتے اور مظلوموں کی نجاست اور معاشرے کو حقیقی معنوں میں فلاح و سعادت سے ہمکنار کرنے کے لئے تدبیر کرتے۔ لیکن دنیاوی زندگی کی محبت، مادی لذتوں کی حرص، آسائش طلبی اور سختیوں سے بچنے کی خواہش اور بعض اوقات اپنے جمود اور سادہ لوحی کی وجہ سے ان افراد نے بزودی کی راہ اختیار کی اور زمین پر ہمیشہ باقی رہنے کی بچکانہ خواہش نے انہیں ان کی ذمے داریوں سے غافل کر دیا۔ ان لوگوں نے خدائی احکامات کس بسس من مانی تفسیریں کیں جن سے ان کے ذاتی مقاصد حاصل ہو سکیں اور اپنی اس بے راہ روی پر مسلسل گامزن رہے۔

یہ وہ لوگ تھے جنہیں حق اور فضیلت کا محافظ سمجھا جانے کی وجہ سے معاشرے میں خصوصی عظمت اور مقام حاصل تھا، کمزور اور قدرت مند، سب کے دلوں میں ان کی بہت اور دبدبہ قائم تھا اور ہر ایک انہیں خاص احترام کی نظر سے دیکھتا تھا۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ معاشرے کی ان سے ساری امیدیں اور توقعات ضائع ہو گئیں۔ ان لوگوں نے دین اور قرآن کس حفاظت کے لئے کچھ نہیں کیا، کسی مالی نقصان کا سامنا نہیں کیا اور نہ ہی کسی پابندی، قید و بند اور اذیت و آزار کو جھکیا۔ ان کے اقربا اور رشتے دار اسلامی مقدسات کا مذاق اڑاتے رہے اور انہوں نے ان کی کوئی مخالفت نہیں کی اور دین و قرآن کے حامیوں، اسلام کس راہ میں اذیت و آزار جھیلنے والوں اور اس راہ میں جلا وطنی برداشت کرنے والوں کو کوئی اہمیت نہ دی۔ ان کی موجودگی میں اسلام و قرآن کی حرمت کو پامال کیا گیا اور یہ خاموش رہے بلکہ عملاً اسلام کے دشمنوں کی چیلوسی اور ان سے ساز باز کس روش اختیار کس اور یوں ظالموں کی حاکمیت اور مظلوموں کے حقوق کی پامالی کا راستہ ہموار کیا۔

لیکن اگر یہ غور کرتے تو جان لیتے کہ ایسا کر کے انہوں نے درحقیقت اپنے ہی لئے ایک بڑی مصیبت کا سلمان کیا ہے، اور خود اپنے ہی ہاتھوں اپنی ذلت و رسوائی کی بنیادیں رکھی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ حق کا ساتھ نہ چھوڑتے، خط ولایت اور فرمان نبوت کسے ہمارے میں اختلاف کا شکار نہ ہوتے، راہ خدا میں مارے جانے سے نہ کتراتے، چند روزہ دنیاوی زندگی کی لالچ میں مبتلا نہ ہوتے اور اللہ کے راستے میں عارضی مصیبت، مشقت اور محرومیت پر صبر کرتے، تو اسلامی معاشرے کی سربراہی اور زمام امور ان ہی کے ہاتھ میں ہوتی اور اللہ کے احکام اور فرامین ان ہی کے ذریعے جاری ہوتے، مظلوم اور ستم رسیدہ افراد ان ہی کے ہاتھوں نجات پاتے، محروموں اور مشکل کسے ماروں کی داد رسی ہوتی اور ظالم و جاہل ان کے ہاتھوں کچل دیئے جاتے۔

لیکن ان کی سستی اور کوتاہی نے سب کچھ بدل کر رکھ دیا، اسلام سے ان کی دوری نے انہیں ذلیل و خوار کر دیا، اور قسرت و حاکمیت دشمنوں کے ہاتھوں میں آگئی، وہ جس طرح چاہتے ہیں مظلوموں کے ساتھ پیش آتے ہیں اور جس طرف ان کس شقی طبیعت کا میلان ہوتا ہے معاشرے کو اسی طرف لے جاتے ہیں، اللہ کے احکام کی تحقیر کرتے ہیں اور سنت رسول کس اہانت۔ نابیناؤں، محتاجوں، فقرا اور مساکین کو دنیاوی ترین انسانی حقوق سے محروم کرتے ہیں۔ مملکت اسلامی کے ہر گوشے میں ایک مسد فسررد حاکم ہے اور ہر علاقے پر ایک خود خواہ شخص فرمانروا ہے۔ یہ لوگ اسلام کی قدرت اور مسلمانوں کی عزت و شوکت کو پامال کرنے کے لئے اپنے پاس موجود ہر قسم کے تبلیغاتی حربے استعمال کر رہے ہیں، اسلامی دستور میں تحریف اور اسلامی قوانین کو الٹ پلٹ رہے ہیں، حدود کی سزاؤں کو انسانی حقوق کی پالی، قصاص کو ظلم اور تعزیرات کو قساوت کے طور پر متعارف کرا رہے ہیں۔

یہ وہ خطب ہے جو حسین ابن علی نے ارشاد فرمایا، حسین جو نواسہ رسول ہیں، فرزند امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں اور فاطمہ زہرا کے لخت جگر ہیں۔ یہ صرف حسین ابن علی ہی کا کلام نہیں ہے بلکہ یہی تمام انبیاء کا کلام اور تمام ائمہ و اولیائے خرا کا درد دل ہے، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، اور خاتم الانبیاء کا کلام ہے، حضرت علی، امام حسن اور بقیہ ائمہ اطہار کا کلام ہے۔

خطبے کا عملی جواب

جس طرح یہ خطبہ اور یہ کلام انبیاء، اولیاء اور ائمہ ہدی کا کلام ہے، اسی طرح اس کا عملی جواب بھی سب سے پہلے انبیاء اور ائمہ ہدی نے دیا، اور وہی تھے جنہوں نے تاریخ انسانی کے ہر دور میں اس حیات بخش ندا پر لبیک کہا۔

جی ہاں! یہی لوگ منادی بھی تھے اور لبیک کہنے والے بھی، خود ہی خطاب کرنے والے بھی تھے، خود ہی اس خطاب کو سننے والے تھے، خود ہی دعوت دیے والے بھی اور خود ہی اس کا جواب دیے والے بھی۔ انہوں نے اس دعوت کے جواب میں ہنس سستی اور ثابت قدمی کا ثبوت دیا کہ شوق و اشتیاق کے ساتھ آگ میں کود پڑے، اور آخر کار اپنے زمانے کے سرکش خردوں پر غالب آئے، اور توحید کی بنیادیں قائم کر دیں اور اپنے اہداف و مقاصد کے سلسلے میں ہنسی پائیداری دکھائی کہ دشمن کو سمندر کی موجوں میں غرق کر کے اپنی قوم کو زلت و غلامی سے نجات دلائی۔ یہ لوگ اپنے عہد و پیمان سے اس قدر وفادار تھے کہ جب ان کے کسے ہوئے سر طشت میں رکھ کر دشمنوں کو پیش کئے گئے تو اس عالم میں بھی انہوں نے شمشیر پر خون کی فتح کا نعرہ بلند کیا۔

اور بالآخر تشیع کو یہ اعزاز اور افتخار حاصل ہوا کہ اس کے ائمہ اور اس کے رہنماؤں نے دین اسلام کی سربلندی اور تعلیمات قرآنی کے عملی نفاذ کی راہ میں (جس کا ایک مظہر عادلانہ اسلامی حکومت کی تشکیل و تاسیس ہے) کبھی پس زنداں اور کبھی جلاوطنی کی زندگی بسر کی اور آخر کار اپنے زمانے کے ظالموں اور طاغوتوں کی حکومتوں کے خاتمے کے لئے جد و جہد کے دوران شہید ہوئے⁽⁴⁶⁾۔ جہاں تک حالات اور وسائل نے اجازت دی ائمہ نے مسلمانانہ جد و جہد کی اور اپنی تلواریں سونت کر دشمنان اسلام کی صفوں پر حملے کئے۔ درحقیقت امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب کے زمانے کی تین جنگیں اور (معاویہ ابن ابی سفیان اور یزید ابن معاویہ کے مقابلے میں) امام حسن اور امام حسین کی معرکہ آرائی تاریخ انسانیت اور تاریخ اسلام میں ظلم و ناانصافی کے خلاف کی جانے والی جد و جہد کے سنہرے اوراق ہیں۔

امام حسین اور ان کے اصحاب کا عملی جواب

اگرچہ اس خطبے کا مضمون حاضرین اور سامعین کے سامنے امام حسین کے آئندہ اقدامات اور حکمت عملی کا اجمالی خاکہ پیش کر رہا تھا اور امام علیہ السلام کی جانب سے عملی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خبر دے رہا تھا اور سامعین کو آئندہ کے حالات کے لئے تیار رہنے اور اس قیام سے تعاون کرنے کی دعوت دے رہا تھا لیکن خطبے کے آخری جملات میں یہ حقیقت انتہائی کھلے الفاظ کے ساتھ بیان کر دی گئی اور ایک بھرپور اور تاریخی تحریک کی وضاحت کرتے ہوئے امام نے فرمایا:

اللهم انک تعلم انه لم یکن ماکان منا منافسة فی سلطان فانکم ان لم تنصرونا و تنصفونا قوی الظلمة علیکم و عملوا فی اطفاء نور نبیکم

((باراہا! تو جانتا ہے کہ جو کچھ ہماری جانب سے ہوا (بنی امیہ اور معاویہ کی حکومت کی مخالفت میں) وہ نہ تو حصول اقتدار کے سلسلے میں رسہ کشی ہے اور نہ ہی یہ مال دنیا کی افزوں طلبی کے لئے ہے بلکہ یہ صرف اس لئے ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تیرے دین کی نشانیوں کو آشکارا کر دیں اور تیری مملکت میں اصلاح کریں، تیرے مظلوم بندوں کو امان میسر ہو اور جو فرائض، قوانین اور احکام تو نے معین کئے ہیں ان پر عمل ہو۔ اب اگر آپ حضرات (حاضرین سے خطاب) نے ہماری مدد نہ کی اور ہمارے ساتھ انصاف نہ کیا۔ تو ظالم آپ پر اور زیادہ چھا جائیں گے اور ((نور نبوت)) کو بچھانے میں اور زیادہ فعال ہو جائیں گے۔ ہمارے لئے تو بس خسرا ہس کافی ہے، اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اسی کی طرف ہماری توجہ ہے اور اسی کی جانب پلٹنا ہے۔))

اس خطبے میں امام حسین نے اپنے جس مقصد کو بیان کیا یہ وہی مقصد ہے جس کی جاب آپ نے اس خطاب کے تین سال بعد (۲۸ رجب ۶۰ھ میں) مدینہ سے روانگی کے وقت اپنے تاریخی وصیت نامے میں اشارہ فرمایا تھا۔

وانی لم اخرج اشراً ولا بطراً ولا مفسداً ولا ظالماً وانما
خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی، اریدان امر بالمعروف و انھی عن المنکر۔۔۔

((میرا مدینہ سے نکلنا خود غرضی کے تحت ہے نہ تفریح کی غرض سے اور نہ ہی میں ظلم و فساد برپا کرنا چاہتا ہوں۔ میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ نیکیوں اور بھلائیوں کا حکم دوں اور برائیوں سے روکوں اور امت کے امور کی اصلاح کروں۔))

اور حقیقت یہ ہے کہ ائمہ اطہار کے پیروکار علما اور فضلاء نے ہمیشہ انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کے احیاء کے لئے نہ صرف شہید اول، دوم اور سوم قربان کئے بلکہ شہداء الفضیہ (47) کی ایک عظیم الشان صف تشکیل دی۔ تاریخ کے اوراق ایسے ہزاروں شہداء کے ناموں سے سجے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ ایسے گم نام شہداء بھی ہیں، جن کے نام کتاب علیین میں دیکھے جاسکتے ہیں اور جو ایسے ہی بیش قیمت الفاظ میں خراج عقیدت کے مستحق ہیں کہ:

((سلام ہو ان زمدہ جاوید جانباز علمائے دین پر جنہوں نے اپنا رسالہء عملیہ و علمیہ دم شہادت اپنے خون کی روشنائی سے تحریر کیا، اور وعظ و نصیحت و خطاب کے منبر پر اپنی شمع حیات سے چراغ روشن کیا۔ حوزہ علمیہ اور صف علما کے ان شہداء پر آفرین و مرحبا۔ جنہوں نے جنگ و جہاد کا موقع آ پڑنے پر مدرسے اور درس و بحث سے اپنا رشتہ منقطع کیا اور حقیقت علم کے پیروں میں پڑی خواہشات دنیوی کی زنجیروں کو کاٹ ڈالا اور سرعت سے پرواز کر کے فرشتوں کے مہمان ہوئے اور ملکوتیوں کے اجتماع میں اپنی حاضری کے نغمے بکھیرے۔ درود و سلام ان شہداء پر جو تعلقہ کی حقیقت پالینے کی حد تک آگے بڑھے اور اپنی قوم و ملت کے لئے ایسے مجاہد

صادق بنے جن کے ہر ہر لفظ کی صداقت کی گواہی ان کے خون کے قطروں اور جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں نے دی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور تشیع کے سچے علمائے اس کے علاوہ توقع بھی نہیں کی جاسکتی کہ دعوت حق اور اپنی قوم کی خاطر جہاد کی راہ میں سب سے پہلی قربانی وہ خود پیش کریں گے اور ان کی کتاب زندگی کا اختتام شہادت پر ہو گا۔)) (48)

مترجم : جیسا کہ قارئین محترم نے ملاحظہ فرمایا، اس تاریخی خطبے میں امام حسین علیہ السلام کے مخاطب خاص کر وہ افراد ہیں جو وہابی رہنماؤں کے طور پر پہچانے جاتے ہیں اور امام علیہ السلام نے انہی افراد کو معاشرے کے انحراف اور غفلت کا ذمے دار قرار دیا ہے۔

لیکن

ساتھ ہی یہ بیان فرمایا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وہ بنیادی ترین فریضہ ہے جس کے ذریعے معاشرے کی بقا ہے اور اگر اس پر عمل نہ ہو تو معاشرے کی بنیادیں متزلزل ہو جاتی ہیں ، عدل و انصاف کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ظالم و ستمگر زمام امور اپنے ہاتھوں میں لے کر معاشرے کو تباہی اور بربادی سے دوچار کر دیتے ہیں اور اسے اپنے ظلم و جبر کا نشانہ بناتے ہیں۔ ایسے موقع پر معاشرے کے ہر فرد کی ذمے داری ہے کہ وہ اپنے وظیفے اور فریضے کا شعور حاصل کرے اور حتی المقدور اس فریضے کو انجام دے جس کا ترک کرنا ان آفات و بلیات کا باعث بنا۔

آج صدیوں کے بعد دنیا ایک بد پھر اسلام کی نشأت ثانیہ کا دور دیکھ رہی ہے اور امام خمینی □ کی قیادت میں آنے والے اسلامی انقلاب کے بعد مسلمانوں میں شعور اور بیداری کی ایک ایسی لہر اٹھی ہے جس کی قدرت نے ایران کی ڈھائی ہزار سالہ بادشاہت کو پاش پاش کر دیا اور اس کے سچے ماننے والوں نے نئے ہاتھوں اور وسائل کی کمیابی کے باوجود اسرائیل جیسے غاصب اور دشمن دین مبینہ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

آج ہر صاحب شعور اس اعتراف پر مجبور ہے کہ آئندہ صدی اسلام کی صدی ہو گی اور دنیا کے موجودہ سیاسی اور تمدنی نظاموں کو تباہی اور ان کا کھوکھلا پن ثابت ہونا اور اس کے نتیجے میں بڑھتی ہوئی مایوسی نیز تبلیغی ذرئہ کی فراوانی اور وسعت اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں کے اندر اٹھتی ہوئی بیداری کی لہر کو دیکھتے ہوئے باآسانی کہا جا سکتا ہے کہ اکیسویں صدی اسلام کی صدی ہو گی۔ لیکن ان تمام مثبت عوامل کے باوجود حتمی کامیابی کے لئے مسلمانوں کا پناہ عزم ، ارادہ اور شعور و آگہی بنیادی عوامل ہیں۔ لہذا اگر مسلمان اس موقع پر بیداری اور ہوشیاری سے کام لیں تو یقیناً یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہو سکتی ہے۔

اس کامیابی میں دو عوامل اہم ترین کردار ادا کریں گے۔ پہلا یہ کہ مسلمان دوسروں کے سامنے کسی بھی وعظ و نصیحت اور تبلیغ سے پہلے اپنی عملی زندگی میں اسلام کا نمونہ عمل پیش کریں کیونکہ اس بے زبان تبلیغ میں جو تاثیر ہے، وہ کسی بھسی وعظ و نصیحت اور دعوت و ارشاد سے بڑھ کر ہے۔ اور دوسرا یہ کہ دعوت و تبلیغ منظم اور معیاری انداز میں کی جائے۔ اسلام کی نظریاتی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اس کی عملی تعلیمات اور دنیا کی موجودہ مشکلات کے حل کے سلسلے میں اسکی قابلیت کو واضح طور پر بیان کیا جائے۔

امام علیہ السلام کے زیر گفتگو خطبے کی آفاقیت یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا احیاء درحقیقت وہ تمام عوامل فراہم کرتا ہے جن کے ذریعے نہ صرف مسلمانوں کا اندرونی معاشرہ تعمیر نو کے مراحل طے کرتا ہے اور ہر قسم کے حوادث اور انحرافات کے مقابلے میں محفوظ ہو جاتا ہے بلکہ وہ اسلام کی موثر اور جامع تبلیغ کے تمام تر وسائل فراہم کرتا ہے۔ یوں یہ وہ شرعی وظیفہ ہے جس سے انسانیت حیات نو پاتی ہے اور اس کا ترک کرنا انسانیت کی پستی اور زوال و انحطاط کا اہم ترین سبب ہے۔ اب اگر ایک عاقل مسلمان ہر قسم کے ظلم و استبداد، بے راہ روی اور انحطاط سے نجات کا خواہشمند ہے تو کلمات امام کی صورت میں اس کے لئے رہنمائی فراہم کر دی گئی ہے اور راہ حق پر مشعلیں نصب کر دی گئی ہیں اور یہی ائمہ حق کا وظیفہ تھا جس کے جواب میں لبیک کہنے والوں نے دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کی اور

اس سے منہ موڑنے والے ابدی ذلت و خواری کا شکار ہوئے۔

۱- سلیم بن قیس ہلالی (وفات ۹۰ھ ہجری) نے اپنی بحث کی مناسبت سے خطبے کے پہلے حصے کا ذکر کیا ہے، جو اہل بیت کے فضائل سے متعلق ہے اور خطبہ ارشاد کئے جانے کے مقام اور تاریخ کو بھی واضح کیا ہے۔

۲- چوتھی صدی ہجری کے عظیم محدث ((حسن بن شعبہ حرانی)) نے اپنی گرانقدر کتاب ((تحف العقول)) میں خطبے کے صرف دوسرے اور تیسرے حصے کے متن کو نقل کیا ہے۔

3- احتجاج - ج ۲ - ص ۱۷

4- بحوالہ انوار - نیا ایڈیشن - ج ۱۰۰ - ص ۷۹، وافی - باب الحش، علی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر - حاشیہ مکاتب بحث ولایت فقیہ۔

5- الحدیر - ج ۱ - ص ۹۹ - ۱

6- ولایت فقیہ - ص ۱۳۵ -

7- شام پر ۴۰ سال تک معاویہ کی حکومت قائم رہی اور متن میں مذکور ۲۵ سال کا تعلق حضرت عثمان کی حکومت کے قیام کے بعد کے زمانے سے ہے، جس میں معاویہ کی حکومت نے بدرجہ پوری اسلامی مملکت تک وسعت اختیار کر لی تھی۔

8- کتاب سلیم بن قیس (مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ) ص ۲۰۶ - یحییٰ ہاشمی ابن ابی الحدید نے نوح البلاغہ کی شرح - ج ۱۱ - ص ۳۶ - ۳۳ میں ابوالحسن سرائی (وفات ۲۲۵ھ) کی کتاب ((الاحداث)) سے نقل کی ہیں -

9- ۵۰ھ میں امام حسن کی شہادت واقع ہوئی -

10- کتاب سلیم کے بعض نسخوں میں سنۃ (ایک سال) اور بعض میں سنین (دو سال) لکھا ہے لیکن طبری کی احتجاج میں سنین (دو سال) تحریر ہے -

11- طبری نے شرکاء کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بیان کی ہے (اکثر من الف رجل)

12- سنن ترمذی - ج ۵، المناقب - حدیث نمبر ۳۸۰۳، اسدالغالبہ - ج ۳ - ص ۱۶

13- سنن ترمذی - ج ۵، المناقب حدیث نمبر ۳۸۱۵، مسند احمد بن حنبل - ج ۱ - ص ۳۳۱، ج ۲ - ص ۲۶

14 - سنن ترمذی - ج ۵، المناقب - حدیث نمبر ۳۸۱۱، مسند احمد بن حنبل - ج ۱ - ص ۳۳۱

15 - مستدرک صحیحین - ج ۳ - ص ۱۰۹، ۱۳۴

16 - صحیح مسلم - ج ۴ - حدیث نمبر ۲۴۰۴، سنن ترمذی - ج ۵، المناقب - حدیث نمبر ۳۸۰۸ اور ۳۸۱۳، سنن ابن ماجہ - مقدمہ - حدیث نمبر ۱۱۵، مستدرک صحیحین -

ج ۳ - ص ۱۰۹ اور ۱۳۳

17- سنن ترمذی - ج ۵، المناقب - حدیث نمبر ۳۷۹۶، مسند احمد بن حنبل - ج ۱ - ص ۳۳۱

18- سنن ترمذی - ج ۵، المناقب - حدیث نمبر ۳۸۰۸، مستدرک صحیحین - ج ۳ - ص ۱۵۰

19- سنن ترمذی - حدیث نمبر ۲۸۰۸، ۳۸۰۸، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، صحیح مسلم - ج ۲ - حدیث ۲۴۰۴، سنن ابن ماجہ - مقدمہ - حدیث نمبر ۱۱۷

20- سنن ترمذی - ج ۵، المناقب - حدیث نمبر ۳۸۰۳

21- سنن ترمذی - ج ۵، المناقب - حدیث نمبر ۳۷۹۶

22 سنن ترمذی - ج ۵، المناقب - حدیث نمبر ۳۸۰۶

23- نظم درر السمطين۔ ص ۱۲۸ نقل از احتق الحق۔ ج ۴۔ ص ۳۵۹، شرح نوح البلاغہ ابن ابی الحدید۔ ج ۹۔ ص ۱۷۴

24- مستدرک صحیحین۔ ج ۳۔ ص ۱۲۴

25- مستدرک۔ ج ۳۔ ص ۱۵۱

26- سنن ابن ماجہ۔ مقدمہ۔ حدیث نمبر ۱۱۸، مستدرک صحیحین۔ ج ۳۔ ص ۱۶۷

27- صحیح مسلم۔ ج ۴۔ حدیث نمبر ۲۴۰۸، مستدرک صحیحین۔ ج ۳۔ ص ۱۳۸، مسند احمد ابن حنبل۔ ج ۳۔ ص ۱۴ اور ج ۴۔ ص ۳۶۷

28- صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۳۱، سنن ابن ماجہ۔ مقدمہ۔ حدیث نمبر ۱۱۴

29- سورہ مائدہ ۵۔ آیت ۶۳

30- سورہ مائدہ ۵۔ آیت ۷۸، ۷۹

31- سورہ مائدہ ۵۔ آیت ۲۴

32- سورہ توبہ ۹۔ آیت ۱۱

33- دیکھئے نوح البلاغہ خطبہ نمبر ۱۰۴ اور ۱۲۹۔

34- اس سے مراد وہ عہد و پیمانہ میں جو بیعت کے وقت رسول گرامی نے لئے تھے۔ اسی طرح ولایت اور جانشینی کے لئے غدیر خم کے موقع پر رسول اللہ سے جو عہد و پیمانہ کئے گئے تھے، وہ بھی مراد ہیں۔

35- جیسا کہ علما اور فقہان نے اس خطبے کے صرف ایک جملے ذلک بان مجاری الامور والا حکام علی ایدی العلماء پر فقہ کی استدلالی کتب میں تفصیلی بحث کی ہے۔

36- اے والد گرامی وہ کیجئے جس کا حکم دیا گیا ہے۔ (سورہ صافات ۳۷۔ آیت ۱۰۲)

37- اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ (سورہ صافات ۳۷۔ آیت ۱۰۲)

38- علی کے سوا سب کے دروازے بند کر دو۔

39- (اے علی) آپ میرے بعد تمام مومنوں کے سرپرست ہوں گے۔

40- نوح البلاغہ۔ خطبہ نمبر ۳

41- نچ البلاغہ - خطبہ نمبر ۵۸

42- عربی لغت نامے اقرب الموارد میں ہے کہ ((فاز بخیر ای ظفرہ ویقال لمن اخذحقه من غریمة: فاز)) اس طرح کلمہ فوز کے اصلی معنی کاسیابی ہیں نہ کہ ہدایت اور اصلاح جیسا کہ بعض لوگوں نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی کسی مقابلے میں جیتنے والے کو فائز کہا جاتا ہے۔

43- احتجاج طبری - ج ۲ - ص ۸

44- احتجاج طبری - ج ۲ - ص ۱۲

45- نچ البلاغہ - مکتوب نمبر ۷۷

46- امام خمینی کے الہی و سیاسی وصیت نامے سے اقتباس

47- شہداء الفضیلہ کتاب ((الغدیر)) کے مصنف علامہ امینی کی ایک مشہور کتاب ہے، جس میں چوتھی صدی ہجری کے بعد کے ایسے ۱۲۰ معروف علمائے کرام کے حالات درج ہیں جنہوں نے اسلام کی راہ میں جام شہادت نوش کیا۔

48- دینی مدارس کے نام امام خمینی کے تاریخی پیغام مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۸۹ء سے اقتباس۔

فہرست

- 4.....عرض ناشر
- 6.....سر زمین معنی میں امام حسین علیہ السلام کا خطاب
- 8.....کعب حدیث میں اس خطبے کا مضمون اور اس کے نقل کی کیفیت
- 11.....اس خطاب کا محرک (Motive)
- 11.....پہلا حکم نامہ
- 12.....دوسرا حکم نامہ
- 13.....تیسرا اور چوتھا حکم نامہ
- 14.....کن حالات میں یہ خطبہ دیا گیا
- 15.....خطبے کے پہلے حصے کا متن
- 15.....(امیر المؤمنین کے فضائل کا بیان)
- 17.....اس حصے کے جملوں کا علیحدہ علیحدہ ترجمہ
- 22.....خطبے کے دوسرے حصے کا متن
- 22.....(امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت)
- 22.....وضاحت
- 23.....اہم الفاظ کی تشریح
- 23.....احیاء : صالح عمل
- 24.....اکل سحت : حرام خوری
- 24.....اس حصے کے جملوں کا علیحدہ علیحدہ ترجمہ
- 26.....خطبے کے تیسرے حصے کا متن
- 26.....(علماء کی ذمہ داریوں کا بیان)

- 27.....اہم الفاظ کی تفریح.....
- 28.....اس حصے کے جملوں کا علیحدہ علیحدہ ترجمہ.....
- 31.....اس خطبے میں موجود اہم نکات اور نتائج.....
- 32.....زمانی اور مکانی حالات.....
- 33.....خطبے سے مربوط اہم نکات.....
- 33.....۱ - ولایت سے انحراف.....
- 34.....امیر المومنین کے زمانے کے واقعات انہی کے بیانات کی روشنی میں.....
- 37.....امام حسن کا طریقہء کل.....
- 40.....۲- امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت.....
- 41.....امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہم ترین پہلو.....
- 42.....۳- تاریخ کے پست سرشت افراد.....
- 44.....خطبے کا عملی جواب.....
- 45.....امام حسین اور ان کے اصحاب کا عملی جواب.....